162

مدینہ مدینہ

ہدیہ: 40 روپے

حقیقی مؤمنہ

حکومت و حکمت

مدینہ مدینہ

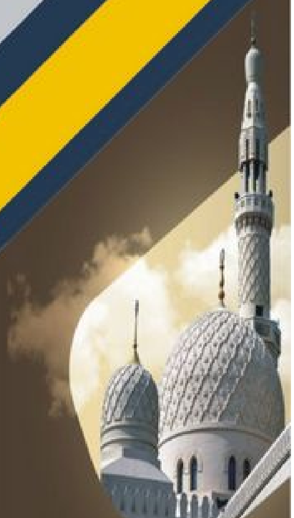

امانت

نعتِ رسول ﷺ

کس نے بخشی ہے تاریکیوں کو ضیاء کون ہے روشنی کا جو مینار ہے
کون ہوتا مرے مصطفیٰ کے سوا، ایک ہی تو خدائی میں شہکار ہے

کون ہے وجہِ تسکینِ قلبِ حزیں، کون ہے مرہمِ زخمِ انسانیت
روزِ محشر ہے کس کا سہارا ہمیں، کون ہے عاصیوں کا جو غم خوار ہے

نعت گوئی ہو یا نعت خوانی مگر شرطِ اوّل ہے سوزِ جگر چشمِ تر
یہ میسر نہیں ہے کسی کو اگر، بوئے گل بیچتا ہے، وہ عطّار ہے

کس کے نقشِ قدم کی ہیں مہتابیاں، روشنی روشنی کہکشاں کہکشاں
رُوحِ مشکِ ختن کس کی بوئے دہن، سیرِ فصلِ چمن کس کی گفتار ہے

کون ہے سارے عالم میں ایسا حسیں، جس کے در پہ حسینوں کی خم ہے جبیں
روکشِ خلد جس کی گلی کے مکیں، اور درباں فرشتوں کا سردار ہے

کس نے کاٹا ہے نفرت کی زنجیر کو، کس نے توڑا تعصب کی شمشیر کو
کس نے بدلا غلامی کی تقدیر کو، کون انسانیت کا نگہدار ہے

وہ جو اُمّی بھی علامِ اسرار بھی، ہاشمی، سیّدی شاہِ ابرار بھی
اور تسکینِ قلب، گنہ گار بھی، حشر میں عاصیوں کا مددگار ہے

تو ادیبؔ اور مداحؔ مصطفیٰ کس قدر اوج پر ہے تِرا مرتبہ
جس کی مدحت فرشتے کریں اور "خدا" اُن میں شامل یہ تجھ سا گنہ گار ہے

حکومت و حکمت

مدینہ۔ مدینہ

اللہ تعالیٰ ہمیشہ حق، سچ اور مفید لکھنے کی توفیق عطاء فرمائیں......

یا اللہ حکمت عطاء فرمائیے

گذشتہ دنوں کئی اہم واقعات ہوئے...... بہت سی نافع اور مفید باتیں ذہن میں آئیں...... اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کئی کامیابیاں عطاء فرمائیں...... اُن سب پر ’’مکتوبات‘‘ لکھنے کا ارادہ بنا...... مگر ’’کشمیر‘‘ کے حالات نے کچھ نہ لکھنے دیا...... ایسا بھی ہوا کہ کئی کئی گھنٹے دل و دماغ میں الفاظ و معانی تڑپتے رہے مگر قلم اُٹھانے کی ہمت نہ ہوئی...... کیونکہ کشمیر کے ساتھ ایمانی، قلبی اور جذباتی وابستگی ہے...... اپنے قریبی نوجوان بچے...... اور سینکڑوں وفادار جانباز دوست کشمیر کے قبرستان میں بستے ہیں...... زندگی اور جوانی کے چھ سال کشمیر کی جیلوں میں گزرے...... سرینگر سے جموں اور جموں سے دہلی تک...... اور اس سے بھی آگے ہمارے شہداء بھائیوں کے مزارات ہیں...... زندگی کے بہت سے قیمتی ایام آزاد کشمیر میں گذرے...... وہاں اتنا آنا جانا تھا کہ...... پنڈی سے مظفر آباد تک کے موڑ بھی یاد ہو گئے تھے اور بعض اوقات ان اونچے پہاڑوں پر گاڑی چلاتے ہوئے آنکھ بھی لگ جاتی تھی...... ’’عباس پور‘‘ کے اہل محبت ہوں...... یا ’’لوات بالا‘‘ کے جفاکش دوست...... اُن کی محبت کبھی نہیں بھلائی جا سکتی...... وہاں ہر جگہ بیانات بھی ہوئے...... اور گھنٹوں پیدل چلنے کے اتفاقات بھی...... اور پھر راولاکوٹ تو سالار حریت بھائی سجاد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے بالکل اپنا اپنا

لگنے لگا تھا...... اُن کے بعد اُن کے محترم والدین سے الحمدللہ گہرا تعلق رہا...... ڈاک میں جب کوئی خط راولاکوٹ سے آجاتا تو دل میں واضح اپنائیت محسوس ہونے لگتی...... مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر دونوں کے اہل دل اولیاء وعلماء سے بھی بہت تعلق رہا...... دہلی کی ایک مسجد میں کشمیر کے علماء کرام جمع ہوئے اور بندہ نے بیان کیا...... وہاں لدھیانہ کے ایک صاحب بھی آئے ہوئے تھے...... بیان کے بعد انفرادی ملاقات میں کہنے لگے...... مولانا! آپ شاید بیان میں بھول گئے تھے کہ آپ ’’انڈیا‘‘ میں ہیں...... اور یہاں آپ اور ہم اس طرح کے بیانات نہیں کر سکتے...... پکڑے گئے تو پھانسی یا ساری عمر جیل...... خیر اس مجلس میں بڑے اولیاء کرام موجود تھے...... اللہ تعالیٰ نے سب کو محفوظ رکھا...... بیان کے آخر میں فاضل دیوبند، میر واعظ کے استاذ اور راسخ عالم دین حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہجرت کا اعلان فرما دیا...... اور چند ہی دن میں آزاد کشمیر تشریف لے آئے اور آخری سانس تک جماعت و جہاد کی خدمت و سرپرستی فرماتے رہے...... کس کس بات کو یاد کروں؟...... کون کون سا منظر قلمبند کروں؟ یہاں تو دماغ میں یادوں کی برسات ہو رہی ہے...... آزاد کشمیر کے علمی و روحانی رہنما حضرت مولانا یوسف خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہو...... یا دیوانگی کی حد تک محبت فرمانے والے...... خطیب عباس پور...... حضرت مولانا اشفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوں...... آپ اُن کی ولایت اور ’’قبولیت دعاء‘‘ دیکھیں کہ ابھی سال بھر پہلے انہوں نے خط لکھا کہ میں ’’دورہ تربیہ‘‘ کے لیے بہاولپور مرکز آرہا ہوں...... زندگی کا کچھ پتا نہیں...... اگر ملاقات ہو جائے تو بہت خوشی ہوگی...... ملاقات کی ترتیب میرے لیے کافی مشکل ہوتی ہے...... جب بھی ملاقات کے لیے کوئی خط یا تقاضہ آتا ہے تو دل پر سخت چوٹ لگتی ہے...... پچھلے دنوں کراچی کے احباب تشریف لائے اُن میں سے بعض دل کے بہت قریب ہیں...... انہوں نے بار بار ملاقات کا پیغام بھیجا...... اس پر تھوڑی دیر صبر ٹوٹ گیا اور آنسو بہنے لگے...... اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ یا اللہ آسانیاں فرما کہ...... ان اللہ والوں سے مل سکوں جو صرف آپ کی خاطر محبت فرماتے ہیں...... میری تو نہ کوئی حیثیت ہے نہ کوئی شخصیت...... اُن کی محبت صرف دین کے حوالے سے ہے...... نادان لوگ ہمیں

حکومتوں کا ایجنٹ کہتے ہیں...... جبکہ حالت یہ ہے کہ...... اہل محبت سے ملاقات تک آسان نہیں ہوتی...... اور اپنوں کے جنازے تک میں شرکت کی سعادت نہیں ملتی...... بہر حال...... الحمدللہ رب العالمین علی کل حال...... اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں...... اس لیے اتنے سے مجاہدے پر بے صبر ہونے کا جواز نہیں...... خیر! حضرت مولانا اشفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط آیا تو اُن کے ساتھ ماضی کا رشتہ یاد آ گیا...... ایک بار جب میں عباس پور گیا تھا تو حضرت مولانا...... علاقے میں اتنی شان اور وجاہت کے باوجود گاڑی کے آگے آگے ننگے پاؤں بھاگتے ہوئے راستہ بنا رہے تھے...... وہ منظر دل کو بہت شرمندہ اور متاثر کر گیا تھا...... اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی کہ ملاقات ہو جائے...... جمعہ کے دن ''دورہ تربیہ'' مکمل ہوا تو الحمدللہ ترتیب بن گئی...... بہت گرمجوش ملاقات رہی...... میں نے اُن کے ساتھ مل کر ''تیر اندازی'' بھی کی...... اور اُن کو بھی کروائی...... کمان اور تیر کا ہدیہ پیش کیا...... اُن کی آنکھوں میں آنسو تھے فرمانے لگے...... میں نے روزہ رکھا اور جمعہ کے دن دعاء کی کہ یا اللہ! اگر میرا یہ دورہ تربیہ آپ کے نزدیک مقبول ہے تو پھر میری ملاقات کرا دیں...... آپ سے ملاقات کی اب دگنی خوشی ہو رہی ہے کہ...... ان شاء اللہ دورہ تربیہ بھی قبول ہو گیا اور آپ سے ملاقات بھی ہو گئی...... مغرب کی اذان تک ہم اکٹھے بیٹھے رہے...... انہوں نے بتایا کہ آپ نے ہمارے گھر میں جس تخت اور جائے نماز پر ''نماز'' پڑھی تھی...... میری والدہ نے پوری زندگی اسے الگ اور محفوظ رکھا...... اور وہ اب تک محفوظ ہے...... ملاقات کے بعد وہ تشریف لے گئے...... میں نے اس سعادت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا...... پھر اگلے ہفتے یہ افسوسناک خبر آ گئی کہ...... وہ وفات پا گئے ہیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... اللہ تعالیٰ اُن کو عالی مغفرت اور اپنی محبت والا معاملہ نصیب فرمائیں...... اب جبکہ کشمیر میں آگ لگی ہوئی ہے...... اور یہ آگ لگی بھی ''آزاد کشمیر'' میں ہے تو اس کی وجہ سے دل بہت بے چین اور زخمی ہے...... وہاں جو کچھ ہو رہا ہے...... وہ حکمرانوں کو نظر آئے یا نہ آئے...... مجھے یہ سارا معاملہ بہت خطرناک نظر آ رہا ہے...... حیرت ہوتی ہے ان سنگدل سیاستدانوں پر جو ایسے ''خونی حالات'' میں...... الیکشن جیتنے پر ''زنانی

خوشیاں'' منا رہے ہیں...... اور الیکشن ہارنے والے بھی...... صرف اپنی سیٹوں پر افسوس کر رہے ہیں...... انڈیا خوش ہے...... اسے اپنا وہ مقصد پورا ہوتا نظر آرہا ہے جو وہ تین جنگیں لڑ کر بھی پورا نہیں کر سکا...... آپ میں سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب کشمیر سے اتنی محبت ہے تو ہمیں چاہیے تھا کہ...... خاموش نہ رہتے بلکہ اس پر آواز اُٹھاتے...... بات یہ ہے کہ...... اگر اس موقع پر بار بار آواز اُٹھانے کا کوئی فائدہ ہوتا تو میں...... اپنے کشمیری شہداء کرام کی مسکراہٹوں کے صدقے روز ایک نہیں...... دو دو مکتوب جاری کرتا...... مگر یہاں تو اس آگ کو بھڑکانے والے...... اسی انتظار میں بیٹھے ہیں کہ...... مجاہدین اس معاملے میں کود پڑیں ...... اور پھر وہ حکومت اور فوج کو بھڑکائیں کہ دیکھو! معاملہ اب عوامی احتجاج کا نہیں...... بلکہ ''عسکری'' ہے...... اس لیے تم بھی اپنے ٹینک چڑھا دو...... اور طیارے اُڑا دو...... اسی لیے ہم نے شروع میں ایک مکتوب جاری کر کے...... اپنا مؤقف اور اپنا دردِ دل عرض کر دیا تھا...... اور پھر خاموش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے رہے...... ہماری بات نہ تو حکومت سنتی ہے...... اور نہ ہی عوامی ایکشن کمیٹی...... سیاستدانوں کے بھیس میں چھپے...... انڈین اور ایم آئی سکس کے ایجنٹوں نے...... حکومت کو یہ سمجھا دیا ہے کہ یہ ایک چھوٹی سی احتجاجی تحریک ہے...... آج اگر ان کے مطالبات مان لیے گئے تو یہ سر پر چڑھ جائیں گے...... اور روز اسی طرح کے مطالبات لے کر کھڑے ہو جائیں گے...... اس لیے ان کو طاقت سے دبا دیا جائے...... دوسری طرف غیر ملکوں میں بیٹھے پر امن کشمیری...... مسلسل اس آگ میں ایندھن پھینک رہے ہیں...... اور آزاد کشمیر کے لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ...... پیچھے نہیں ہٹنا...... ہم تمہارے ساتھ ہیں...... اور ہم عالمی برادری کو بھی تمہارے حق میں کر دیں گے...... اللہ تعالیٰ اہل اقتدار کو معاملہ سمجھنے کی توفیق دے...... اگر کسی نے اس معاملے کو سمجھنا ہے تو حدیث شریف میں...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا ہے...... ''الفتنة الدهیماء'' ...... اندھا، کالا، اندھیرا فتنہ...... اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فتنے کی تفصیل بھی بیان فرمائی ہے...... اصل ''فتنة الدهیماء'' تو قربِ قیامت میں پوری امت پر آئے گا...... مگر اس کے ہم شکل فتنے...... مسلمانوں کی مختلف

اقوام پر آتے رہتے ہیں...... اور اِن کی بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ...... یہ فتنے ہر کسی کو اپنے ساتھ گھسیٹ لیتے ہیں...... اور اِن میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرنا جائز سمجھتا ہے...... اور اپنی اس سوچ کی وجہ سے کفر میں جا گرتا ہے...... ارادہ ہے کہ...... ''فتنۃ الدھیماء'' کی تفصیل...... دو تین مکتوبات کی صورت میں بیان کر دی جائے گی...... ان شاء اللہ...... اور بطور مثال آپ آزاد کشمیر کے حالات کو سمجھنا چاہتے ہیں تو...... 1971ء میں ''مشرقی پاکستان'' کے حالات پڑھ لیں...... ایک مشہور پاکستانی بیوروکریٹ نے لکھا ہے کہ...... اس وقت یہ معاملہ آسانی سے حل ہوسکتا تھا مگر ہم جتنے لوگ بھی...... اس وقت اقتدار میں تھے...... اُن کی ''مَت'' ماری جا چکی تھی...... یعنی اُن کی عقل نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا...... اس لیے ملک ٹوٹ گیا...... ہم نے 1971ء کے واقعات بہت تفصیل اور غور سے پڑھے ہیں...... آزاد کشمیر کے موجودہ حالات...... کم از کم ساٹھ فیصد مطابقت اُن واقعات سے رکھتے ہیں...... چلیں اس کو بھی چھوڑیں...... بالکل قریب کی مثال لیں...... لیبیا کے طاقتور حکمران ''کرنل قذافی'' کے خلاف جو تحریک چلی تھی...... وہ تحریک بھی...... آزاد کشمیر کے موجودہ حالات جیسی تھی...... قذافی نے بھرپور طاقت استعمال کی...... مذاکرات سے انکار کیا...... اور شرائط ماننے کا تو سوال ہی نہیں...... مگر پھر وہ ایک گٹر لائن کے پائپ سے نکل کر کہہ رہا تھا کہ...... میں صدر ہوں...... آؤ مجھ سے بات کرو...... میں ہر شرط ماننے پر تیار ہوں مگر اس وقت ایک گولی نے اس کا خاتمہ کر دیا...... دراصل جو تحریک بالکل عوامی ہو...... اور اس تحریک کی کوئی ایک منظم قیادت نہ ہو...... اور اس تحریک کو بھڑکانے والے...... دور کہیں پُرامن جگہ بیٹھے ہوں...... اور جس تحریک میں قوم پرستی اور علاقہ پرستی کے جذبات شامل ہو جائیں وہ تحریک...... بڑی بڑی ریاستوں کو لے ڈوبتی ہے......

کیا ہماری حکومت...... چند دن کے لیے...... انگریز کے سکھائے ہوئے طرز حکمرانی کو بھول کر...... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکھائے ہوئے طرز حکمرانی کو نہیں اپنا سکتی؟...... انگریز غیر تھا...... اس کے لیے ہزار بندے گرانا آسان تھا...... کیونکہ ان بندوں سے اس کا کوئی رشتہ نہیں تھا...... اور خود

اس کے سینے میں...... دل نہیں پتھر تھا......

مگر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے تو وہ طرزِ حکمرانی سکھائی کہ...... حاکم اپنی رعایا میں انسان تو کیا...... جانوروں کا بھی خیال رکھے...... حاکم مدینہ منورہ میں بیٹھا ہو...... مگر اسے فکر ہو کہ دریائے فرات کے کنارے...... کوئی کتا بھی ظلم سے نہ مارا جائے...... یہ جو سڑکوں پر نکلے ہوئے ہیں یہ تو اپنے بیٹے اور بھائی ہیں...... اب تو بیٹیاں اور بہنیں بھی نکل پڑی ہیں...... یہ سب ہمارے کلمہ گو معزز بھائی...... اور بہنیں ہیں...... ایران اور امریکہ کی خاطر ہم نے اپنی جتنی مسکراہٹیں...... اور سرمایہ استعمال کیا...... اس کا دسواں حصہ بھی...... اگر کشمیر میں خرچ ہو جائے تو...... آپ کی عزت ہی بڑھے گی...... اور نقصان کچھ نہیں ہوگا......

بڑے بڑے مجرم ملک کے صدر بن سکتے ہیں تو...... ان کشمیری بچوں کے کیس اور مقدمے واپس لینے سے کون سی قیامت آجائے گی؟...... ماضی کی کئی کالعدم جماعتیں آج حکمران ہیں تو ایک اور پارٹی کو کالعدم کی فہرست سے نکالنا کیوں اتنا مشکل نظر آ رہا ہے؟...... آزاد کشمیر نے پاکستانی افواج کو لاکھوں سپاہی...... دیئے ہیں...... آپ ان کو تھوڑی سی عزت دینے سے کیوں ہچکچا رہے ہیں؟...... آپ کے نرم رویے سے اگر بالفرض وہ سر پر چڑھ جائیں گے تو...... کیا تکلیف ہے؟...... اپنے بچے اپنے بڑوں کے سر پر ہی چڑھتے ہیں...... اور پھر کون سا آپ نے قیامت تک زندہ رہنا ہے...... اس وقت کے اہل اقتدار...... اپنی قبروں سے...... چار پانچ سال ہی دور کھڑے ہیں...... ایسے وقت میں صلح اور احسان ہی انسان کو فائدہ دیتے ہیں نہ کہ...... ظلم اور ڈنڈا......

یا اللہ! جن کو آپ نے اس ملک میں طاقت دی ہے...... اُن کو اپنی طرف سے ایمان، عقل، حکمت اور اپنی رعایا کے لیے ہمدردی بھی عطاء فرما دیجئے...... آمین یا رب العالمین......

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

قرآن کے سائے میں

سورۃ البقرۃ (آیت ۱۰۹)

حوالے

(۴) عن کعب بن مالك ان کعب بن الاشرف الیهودی کان شاعرا وکان یهجو النبی صلی الله علیه وسلم وفیه انزل الله (ابن کثیر) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور وہ (نعوذ باللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بکا کرتا تھا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

حتی یأتی اللہ بأمرہ ان اہل کتاب کو فی الحال چھوڑ دو اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے...... اللہ تعالیٰ کے حکم سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک جہاد فی سبیل اللہ کا حکم ہے اور اس میں غزوۂ بنی نضیر اور غزوۂ بنی قریظہ وغیرہ کی طرف بھی اشارہ ہے...... چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

حتی یأتی اللہ بامرہ یعنی قتل بنی قریظة واجلاء بنی نضیر (قرطبی) یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مراد بنی قریظہ کا قتل اور بنی نضیر کی جلاوطنی ہے ☆ هو واحد الاوامر والمراد به الامر بالقتال (روح المعانی) یعنی امر اوامر کا واحد ہے اور مراد اس سے قتال کا حکم ہے ☆ وهو قول اکثر الصحابة والتابعین انه الامر بالقتال (تفسیر کبیر) اکثر صحابہ اور تابعین کے نزدیک اس سے قتال کا حکم مراد ہے ☆ (بامرہ) فیهم من القتال (جلالین) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں اپنا قتال والا حکم لے آئے ☆ الذی هو قتل بنی قریظة واجلاء بنی نضیر واذلالهم بضرب الجزیة علیهم (کشاف) اللہ کے حکم سے مراد بنی قریظہ کا قتل، بنی نضیر کی جلاوطنی اور ان پر جزیے کی ذلت کا مسلط ہونا ہے ☆ (اس آیت میں) اشارةً بتلادیا کہ ان کی شرارتوں کا

علاج ”قانون انتظام امن عالم“ یعنی ”قتال وجزیہ“ سے ہم جلدی کرنے والے ہیں ۔(بیان القرآن)

ان اللہ علی کل شی قدیر وفیہ إشعار بالانتقام من الکفار ووعد المومنین بالنصرۃ والتمکین (روح المعانی) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یعنی وہ کافروں سے انتقام لینے پر اور مسلمانوں کی نصرت کرنے اور انہیں غالب کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

فائدہ

فاعفوا واصفحوا علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ھذہ الآیۃ منسوخۃ بقول اللہ عز وجل قاتلوا الذین لا یؤمنون الی قولہ وھم صغرون...... امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں اس پر مفصل کلام فرمایا ہے۔طلبہ علم اس بحث کو ان تینوں تفاسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

نکتہ

اس آیت کے بعد اگلی آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو (وغیرہ) اس سے یہ نکتہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ اعمال صالحہ میں غلبہ کی تاثیر ہے۔یعنی نماز، زکوٰۃ اور دیگر اعمال صالحہ کی برکت سے تم جہاد کرنے اور دشمنوں پر غلبہ پانے کے اہل بن جاؤ گے۔صاحب ترجمان القرآن لکھتے ہیں:

نماز اور زکوٰۃ یعنی قلبی اور مالی عبادت کی سرگرمی ایک ایسی حالت ہے جس سے جماعت کی معنوی استعداد نشوونما پاتی ہے اور قوی ہوتی ہے، جس جماعت میں یہ سرگرمی موجود ہو وہ نہ تو دین سے برگشتہ (یعنی دور) ہوسکتی ہے اور نہ اس کی اجتماعی قوت میں کمزوری آسکتی ہے۔(ترجمان القرآن)

چند مماثل آیات

البقرۃ ۱۲۰۔۲۱۷، آل عمران ۶۹۔۷۲۔۱۰۰، المائدہ ۵۱، التوبہ ۲۹

دعاء

یہود ونصاریٰ کی طرف سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں اب بھی زوروں پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم قتال فی سبیل اللہ بھی نازل ہوچکا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بیداری، شعور...... اور اپنے اوامر پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین یارب العالمین

باب: فضل الغدوة أو الروحة فی سبیل الله

جہاد فی سبیل اللہ میں ایک صبح یا ایک شام (کچھ وقت) گذارنے کی فضیلت کا بیان

(١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَ تَغْرُبُ.

وَ قَالَ: لَغَدْوَةٌ اَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَ تَغْرُبُ۔

أخرجه البخاری۔ [صحیح البخاری، رقم الحدیث: ٢٧٩٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے

اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔“

مولانا طلحۃ السیف

امانت

”بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ پہنچاؤ امانتیں امانت والوں کو“(النسائی)

”امانت“ ہمارے عرف میں ایک محدود معنی میں استعمال ہونے والا لفظ......

کہ لوگوں میں سے کسی کی طرف ودیعت رکھے جانے والے مال کی حفاظت کرنا اور اسے لوٹا دینا......

شریعت کی اصطلاح میں ایک بہت کثیر المعنی لفظ ہے......

اور اس معنی کے اعتبار سے کسی شخص کا ”امین“ ہونا شریعت کی اصطلاح میں اس کی سب سے بڑی اور آخری درجے کی تعریف ہے......

”امانت“ کہتے ہیں ہر صاحب معاملہ کے حق کو پورا پورا ادا کر دینا......

انسان کے دنیا میں تین طرح کے معاملات ہیں......

(۱)”بندہ“ اور ”عبد“ ہونے کے اعتبار سے اپنے خالق و مالک کے ساتھ معاملہ......

(۲) دیگر انسانوں کے ساتھ معاملات......

(۳) اپنے نفس کے ساتھ معاملات......

اور ”امانت“ کا مصداق ہے ان تینوں طرح کے معاملات اور حقوق کو مکمل احسن طریقے سے ادا کر دینا......

اس تناظر میں دیکھا جائے تو سمجھ میں آئے گا کہ ”امانت“ کتنی بھاری ذمہ داری ہے......

امانت داری کتنی مشکل صفت ہے اور ”امین“ ہونا اتنی بڑی تعریف کیوں ہے؟......

مسند بزاز کی روایت ہے......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور سوال کیا:

مجھے دین میں سب سے نرم اور سب سے سخت چیز کے بارے میں بتائیے......

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سب سے نرم چیز اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ اور سب سے سخت چیز ''امانت'' ہے۔ جس آدمی کے پاس امانت کی صفت نہیں اس کا کوئی دین نہیں اور نہ ہی اس کی نماز ہے اور نہ زکوٰۃ'' (الحدیث)

اور اس کو بیان فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان الفاظ میں:

''دین کے باب میں وہ سب سے پہلی چیز جسے تم کھو دو گے ''امانت'' ہے اور آخری چیز نماز ہے......(رواہ البیہقی)

☆......☆......☆

بندے کی اپنے رب کے ساتھ امانت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے تمام حقوق ادا کرے......

تمام اوامر و احکام بجالائے اور تمام ممنوعہ کاموں سے رکے......

جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم فرمودہ احکام پر عمل نہ کرتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے منع فرمودہ کاموں سے نہ رکتا ہو......

وہ ''امین'' نہیں، اپنے رب کے حق میں خائن ہے......

''اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ'' (الانفال)

یعنی اللہ تعالیٰ کے جتنے حقوق تمہارے ذمہ لازم ہیں انہیں ادا کرو......

یوں ''امین'' وہ شخص ہوا جو پوری شریعت پر عمل کرنے والا ہو......

جو اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو توڑے گا یا چھوڑے گا ''خائن'' بن جائے گا......

بندے کی بندوں کے ساتھ ''امانت'' بھی وسیع مفہوم رکھتی ہے......

(۱) بڑا ہونے کی حیثیت سے چھوٹوں کے حقوق ادا کرنا......

(۲) چھوٹا ہونے کی حیثیت سے بڑوں کے حقوق بجالانا......

(۳) تاجر ہونے کی حیثیت سے خریدار کے حقوق کی رعایت اور خریدار ہوتے ہوئے تاجر کے حقوق کی ادائیگی......

(۴) استاذ پر شاگردوں کے حقوق اور شاگردوں پر اساتذہ کے حقوق کا ادا کرنا......

(۵) شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے حقوق کے امین......

(۶) کسی عہدے، منصب یا ملازمت پر ہوتے ہوئے اس کام کے جملہ حقوق کی ادائیگی......

(۷) مالی معاملات میں امانت......

(۸) مسلمانوں کے عیوب کی پردہ داری......

(۹) مسلمانوں کے راز چھپانا......

(۱۰) ہر طرح کے عہد کی پاسداری......

(۱۱) عہدوں اور مناصب پر اہل لوگوں کا تقرر کرنا......

(۱۲) امیر کی اطاعت......

(۱۳) گواہی میں سچ کا التزام......

(۱۴) ہر حال میں مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا...... مشورہ دیتے ہوئے امانت کا لحاظ رکھنا......

(۱۵) حرمات کی پاسداری کرنا یعنی کسی کی حرمت کو پامال نہ کرنا......

(۱۶) ہر طرح کے ظلم سے بچنا...... وغیرہ وغیرہ

یہ چند باتیں لکھ دی ہیں مزید کو قیاس کر لیا جائے......

اور اپنے نفس کے ساتھ امانت یہ ہے کہ تمام اعضاو جوارح کو ایسے کاموں یا ایسی چیزوں سے بچانا جو ان کے لئے دنیا یا آخرت میں نقصان دہ ہوں......

انسان کو جتنی بھی صلاحیتیں عطاء ہوئیں سب آخرت کی تیاری کے لئے ہیں...... اور اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں......

ان میں سے کسی ایک کو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یا ''لایعنی'' فضول کاموں میں لگانا خیانت ہے......

اسی طرح جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرنا جو دنیاوی اعتبار سے جان و مال کے لئے ضرر رساں ہو نفس کے حق میں خیانت کے زمرے میں آتا ہے...... یوں اس باب میں بھی ''امانت'' کا مفہوم بہت وسیع ہوا......

☆......☆......☆

احادیث مبارکہ کے ذخیرے میں ''امانت'' کا اطلاق متعدد چیزوں پر وارد ہوا ہے......

جن سے یہ اصول اخذ کر لیا گیا کہ ہر حق ''امانت'' ہے...... خالق و مالک کا ہو...... بندوں کا ہو یا اپنے نفس کا...... چند احادیث ملاحظہ فرمائیں......

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجلس میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور پوچھا:

''قیامت کب آئے گی؟''...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی گفتگو جاری رکھی (فوری جواب نہ دیا) اور بات مکمل کرنے کے بعد پوچھا: وہ سائل کہاں ہے؟

اعرابی نے کہا: میں ہوں...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو......

اعرابی نے پوچھا: امانت کا ضیاع کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب معاملات (مناصب) غیر اہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں (صحیح بخاری)

(۲) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات بڑی امانت کے طور پر ہوگی کہ مرد و عورت آپس میں ملاپ کریں اور پھر ایک دوسرے کی پوشیدہ باتوں کا افشاء و اظہار کریں۔ (یعنی مرد و عورت کے پوشیدہ معاملات بڑی امانت ہیں اور ان کا اظہار خیانت ہے) (صحیح بخاری)

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جس نے میت کو غسل دیا اور اس میں امانت کو ادا کیا یعنی بوقت غسل مردے کے کسی عیب پر مطلع

ہوا اور اسے چھپا لیا ظاہر نہ کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا...... مردے کو غسل اس کا قریبی ترین رشتہ دار دے یا ایسا شخص جس کے بارے میں تم جانتے ہو کہ تقویٰ اور امانت کی صفت رکھتا ہے (المعجم الاوسط)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے (یعنی امانت کے ساتھ مشورہ دے) (ابوداوٗد)

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نماز پڑھانے والا (سب کی نمازوں کا) ضامن ہے اور مؤذن امین ہے (یعنی نمازوں کے اوقات کی بروقت خبر دینے کی امانت اس کے سپرد ہے) (ابوداوٗد)

(۶) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ہلاکت میں ڈالنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے حیاء چھین لیتا ہے...... اس کی وجہ سے وہ لوگوں میں نفرت و بیزاری کا نشانہ بنتا ہے...... جب وہ نفرت کا نشانہ بن جاتا ہے تو اس سے امانت چھین لیتے ہیں...... وہ خائن بن جاتا ہے...... اور جب خائن بن جائے تو اس سے ''رحمت'' کی صفت چھین لی جاتی ہے جس کے سبب وہ دھتکارا ہوا اور ملعون شخص بن جاتا ہے اور جب ایسا ہو جائے تو اس کے گلے سے اسلام کا ہار نکال لیا جاتا ہے (ابن ماجہ)

(۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو زیادہ رویا کرو اور کم ہنسا کرو...... نفاق ظاہر ہو جائے گا...... امانت اُٹھا لی جائے گی...... رحم کا مادہ چھین لیا جائے گا...... امانت دار لوگوں پر الزام لگائے جائیں گے اور خائن کو امین بنایا جائے گا...... ایسے وقت میں تم پر فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے (ابن حبان)

(۸) لقمان حکیم سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ فضیلت اور مقام کیسے ملا؟

فرمایا: بات کی سچائی...... امانت کی ادائیگی اور فضول کاموں کے ترک کے سبب۔ (مؤطا امام مالک ؒ)

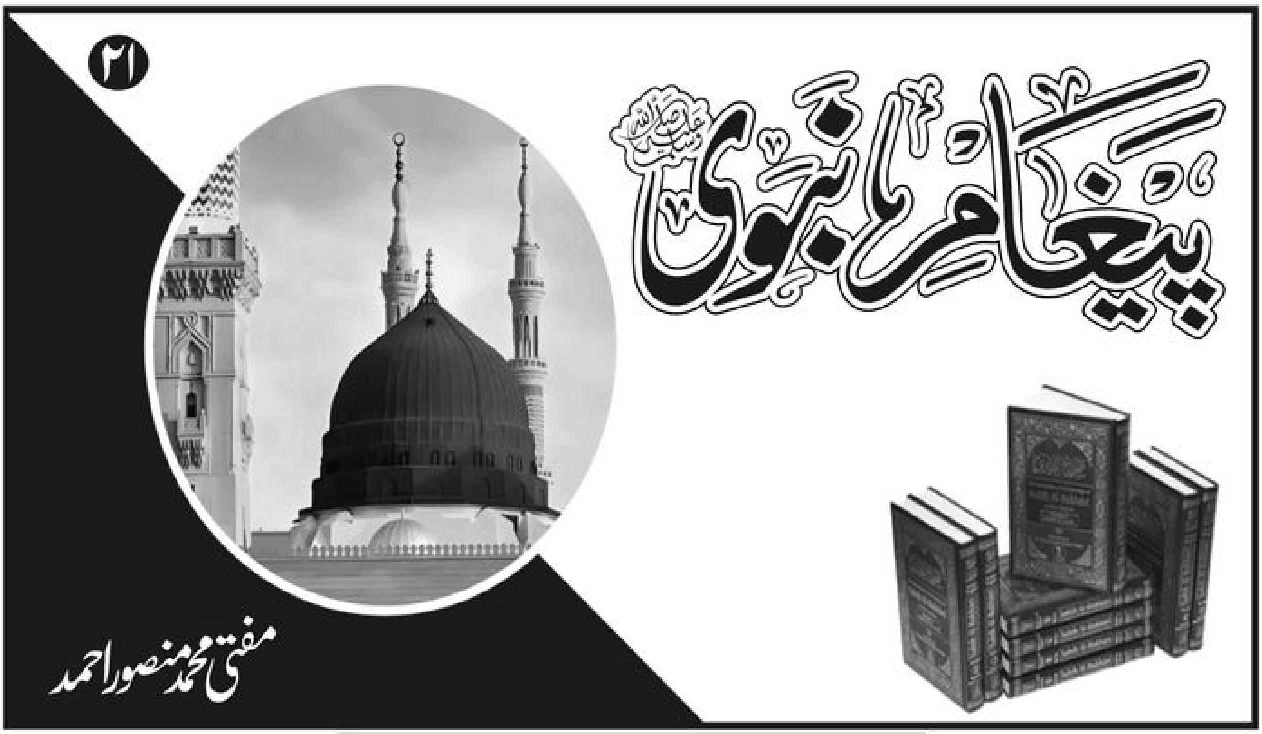

پھر خالد بن ولید نے اس جھنڈے کو اُٹھایا!

ثُمَّ اَخَذَھَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ (صحیح بخاری: ۳۰۶۳)

"پھر مسلمانوں کا پرچم خالد بن ولید نے اُٹھالیا"

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں موجود تھے اور جنگِ موتہ میں مسلمانوں کے لشکر کی خبریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتا رہے تھے!

آپ ﷺ نے فرمایا: زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اُٹھایا اور شہید ہو گئے، پھر جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جھنڈے کو اُٹھالیا وہ بھی شہید ہو گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اُٹھالیا اور وہ بھی شہید ہو گئے، پھر خالد بن ولید نے اس جھنڈے کو اُٹھایا، وہ لشکر کے امیر نہیں بنائے گئے تھے لیکن اُن کے ہاتھ پر فتح عطاء کر دی گئی!

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کو لے کر پیچھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فتح قرار دیا!

☆ یہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگی چال تھی: بلی کا صبر اور شیر کی چھلانگ!

☆ اگر پسپائی نہ ہوتی تو یہ معرکہ قتل عام ہوتا!

☆ زندگی میں لڑنے کیلئے کافی سارے اختلافات موجود ہیں!

☆ اور کچھ لڑائیوں سے دستبرداری ایک فتح ہوتی ہے!

☆اس زندگی میں ایسی لڑائیاں ہوتی ہیں جن کی تکالیف ان کی جیت سے کہیں زیادہ ہوتی ہے، چاہے حقیقت میں وہ جنگیں جیت لیں جائیں!

☆رشتہ داروں کے جھگڑوں میں سب سے بہادر وہ ہے جو سب سے زیادہ بزدل ہے!

☆یہ کیسی فتح ہے جس میں لوگ ایک دوسرے کی عزت پہ حملہ کرتے ہیں؟!

عافیت بہت بڑی نعمت ہے

وَعَافِيَتُكَ أَوْسَعُ لِيْ (تخريج الاحياء للعراقي ۴:۱۶۵)

"یااللہ! آپ کی طرف سے عطاء ہونے والی عافیت میرے لیے زیادہ آسان ہے"

☆اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دولت مانگتے ہیں تو یہ بھی مانگیں کہ وہ دولت عافیت کے ساتھ آپ کو نصیب ہو، کیوں کہ کتنے بیمار امیر سستے ترین کھانے سے بھی محروم ہو چکے ہیں!

☆اور اگر آپ اللہ تعالیٰ سے کوئی عہدہ مانگیں تو یہ بھی مانگیں کہ وہ عہدہ عافیت کے ساتھ آپ کو نصیب ہو، کتنے ہی ہوشیار لوگ بیڑی سے اپنا دل چلاتے ہیں!

☆بیمار جسم نعمتوں کا لطف نہیں اُٹھا سکتا،

☆اور بیمار دل دوسروں کو عطاء کرنے سے خوشی محسوس نہیں کرتا،

☆اور بیمار روح کو اپنے محبوب کے قرب سے سکون نہیں ملتا،

☆اس لیے اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیز مانگیں عافیت کے ساتھ مانگیں،

☆سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں عافیت کے ساتھ زندہ رکھتا ہے اور عافیت کے ساتھ موت دیتا ہے، اور عافیت کے ساتھ جنت میں داخل کر دیتا ہے، (مجمع الزوائد: 290/2)

☆یااللہ ہمیں ان میں شامل فرمادے!

نیک عمل اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچتے ہیں

فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ (صحیح مسلم: ۴۸۹)

"زیادہ سے زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو!"

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رات گزاری، میں وضو کا پانی اور دیگر ضروریات کی چیزیں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مانگو!

میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی درخواست کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے؟ میں نے عرض کیا: بس یہی!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی خواہش کی تکمیل کیلئے زیادہ سے زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو!

☆ جنت میں کوئی اپنے عمل سے داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نہیں، (صحیح مسلم: 7116)

☆ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی رحمت سے اس میں داخل ہوں گے، لیکن رحمت کو کھینچنے والی چیز عبادات ہی ہیں!

☆ اگر آپ قرآن مجید کو چھوڑے رکھیں اور آپ کے نسخے پر غبار پڑتا رہے!

☆ اور آپ نماز میں سستی کرتے رہیں اور اس کا وقت ضائع ہوتا رہے!

☆ اور آپ رات کی نماز کو کسی بے پرواکی نظر سے دیکھیں جسے اس کی ضرورت نہ ہو!

☆ اور آپ صدقے کو پیسے کا ضیاع سمجھیں!

☆ اور آپ کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رک جائے حالانکہ یہ سب سے آسان عبادت ہے!

☆ تو آپ کے پاس کیا ہے جس کی وجہ سے آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں؟!

نعمتِ علم اور رحمتِ دعاء

مولانا محمد نعمان خلیل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع اور مقبول دعائیں نصیب فرمائیں۔

دعاء کے بہت سے فضائل احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں، جیسے عبادت کا بنیادی مقصد دعاء ہے، بلکہ دعاء خود عبادت ہے۔ دعاء اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ دعاء رب تعالیٰ کا حکم ہے۔ دعاء سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔ دعاء اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مکرم و معزز چیز ہے۔ دعاء مومن کی طاقت ہے۔ دعاء تقدیر پلٹ دیتی ہے۔ دعاء قسمت بدل دیتی ہے۔ دعاء بے نصیب کو خوش نصیب بناتی ہے۔ دعاء جنت سے زمین اور زمین سے جنت تک کا سفر ہے۔ دعاء فقیر کو مخلوق سے مستغنی کر دیتی ہے۔ دعاء محتاج کو بادشاہ بنانے کی تاثیر رکھتی ہے۔ دعاء نماز کا وظیفہ ہے، گویا جس شخص کو دعاء نصیب ہوگئی، اس کے لیے رحمت کے تمام دروازے کھل گئے۔

دعاء ایسا موضوع ہے کہ جس پر کئی کتب لکھی جا سکتی ہیں۔ دعاء کی تاثیر، دعاء کے دنیاوی اور اخروی فوائد، دعاء کی روحانی اور وجدانی کیفیات، دعاء کے خصوصی مواقع، دعاء کے مستحب اوقات، دعاء کی انسانی تاریخ، دعاء کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہاں اہمیت، دعاء کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت، یہ سب وہ عناوین ہیں جن میں سے ہر عنوان مستقل کتاب کا موضوع ہے۔

دعاء ایک طالب علم کے علمی اور روحانی سفر کی انتہائی اہم ضرورت، روحانی غذاء اور خضرِ راہ ہے، یہی وجہ ہے کہ علم کے حصول کو دعاؤں کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مکرم و معزز نبی، معلمِ اعظم، خاتم النبیین، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم میں اضافہ کی دعاء مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام علم کی دولت سے نوازے

گئے، اسی لیے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں ملائکہ مقربین، انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی علم کے متعلق دعائیں نقل فرمائی گئی ہیں، اس سے علم کی اہمیت وضرورت، اس کی فضیلت ومنقبت اور مقام ومرتبہ واضح ہوجاتا ہے۔اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین علم میں اضافے، رسوخ اور اس میں ترقی کے حصول کے لیے دعائیں اور اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتے آئے ہیں۔

قرآن کریم اور دعاء:

قرآنِ کریم کا ایک خاص اور بڑا موضوع دعاء ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ خود دعاء مانگنا سکھاتے ہیں۔دعاء کے آداب بتلاتے ہیں۔دعاء کے جامع ترین الفاظ کی راہنمائی کرتے ہیں۔قبولیتِ دعاء کے مواقع بیان فرماتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ فرقان حمید میں سینکڑوں دعائیں منقول ہیں۔یہ تو درحقیقت وہ دعائیں ہیں جو بطور دعاء نقل کی گئی ہیں، لیکن جو آیات کریمہ سے مستنبط دعائیں ہیں، ان کی تعداد تو بے شمار ہے۔احادیث مبارکہ کی اکثر دعائیں بھی قرآن کریم ہی سے ماخوذ ہیں۔

ذیل میں علم کے متعلق مأثور اور مستنبط چالیس دعاؤں کا حسین گلدستہ خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

علم کی متعلق چالیس ماثور اور مستنبط دعائیں:

(١) علم میں اضافے کی قرآنی دعاء:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم میں اضافہ کی یہ دعاء سکھلائی:

رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (طٰہٰ:١١٤)

ترجمہ: اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

(٢) ملائکہ کی دعاء:

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے اپنی کم علمی کا اظہار اس دعاء کے ساتھ کیا:

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (البقرہ:٣٢)

ترجمہ: یا اللہ! آپ ہی کی ذات پاک وبلند تر ہے، جو کچھ آپ نے ہمیں علم دیا ہے، اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی علم نہیں، یقیناً علم وحکمت کے مالک تو صرف آپ ہیں۔

(٣) حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء:

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْنَ (الشعراء:٨٣)

ترجمہ: اے رب! مجھے کمالِ علم عطا فرمائیں اور نیک لوگوں میں شامل فرمادیں۔

۴ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء:

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي، يَفْقَهُوا قَوْلِي (طٰہٰ: ۲۵ تا ۲۸)

ترجمہ: اے رب! میرا سینہ کھول دے اور میری لیے میری ذمہ داری آسان فرمادے اور میری زبان کی لکنت کھول دے، تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں۔

فائدہ: یہ طلبہ، علماء، داعیانِ اسلام اور خطباء کے لیے انتہائی اثر انگیز دعاء ہے۔

۵ حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرآنی تذکرہ سے مستنبط دعاء:

اللّٰهُمَّ عَلِّمْنِي مِن لَّدُنكَ عِلْماً.

ترجمہ: یااللہ! مجھے اپنی طرف سے خاص علم نصیب فرمادیں۔

فائدہ: یہ دعاء سورۃ الکہف کی آیت نمبر (65) سے ماخوذ ہے۔

۶ علم وحکمت کے حصول کی قرآنی دعاء:

اَللّٰهُمَّ آتِنِيَ الْحِكْمَةَ الَّتِيْ مَنْ أُوْتِيَهَا فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْراً كَثِيْراً.

ترجمہ: یااللہ! مجھے ایسی حکمت نصیب فرمادیں جوکسی کو مل جائے تو وہ بہت سی خیریں پالیتا ہے۔

فائدہ: یہ دعاء سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر (۲۶۹) سے ماخوذ ہے۔

۷ حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرآنی تذکرہ سے مستنبط دعاء:

اَللّٰهُمَّ آتِنِيْ حُكْمًا وَّعِلْمًا، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ.

ترجمہ یااللہ! مجھے قوتِ فیصلہ اور علم نصیب فرمائیں اور مجھے محسنین میں سے بنادیں۔

فائدہ: یہ دعاء سورۃ یوسف کی آیت نمبر (۲۰) سے ماخوذ ہے۔

۸ دین حق پر ثابت قدم رہنے کی دعاء:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِيْ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ تُضِلَّنِيْ بِسَبَبِ ظُلْمِيْ، سُبْحَانَكَ إِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ.

ترجمہ: یااللہ! مجھے دنیا وآخرت میں مضبوط بات (یعنی درست موقف، مضبوط نظریہ اور سچے عقیدہ) پر

ٹھہراؤ نصیب فرمائیں۔ اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میرے ظلم (یعنی گناہوں) کی وجہ سے آپ مجھے راستے سے بھٹکا دیں۔ آپ کی ذات پاک و بلند تر ہے۔ یقیناً آپ جو چاہتے ہیں، وہ کر گزرتے ہیں۔

فائدہ: یہ دعاء سورۃ ابراھیم کی آیت نمبر (۲۷) سے ماخوذ ہے۔

۹ حضرت سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرآنی تذکرہ سے مستنبط دعاء:

اَللّٰھُمَّ آتِنِیۡ حُکۡمًا وَّعِلۡمًا، وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡفَاسِقِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الۡخَبَائِثَ، وَأَدۡخِلۡنِیۡ فِیۡ رَحۡمَتِكَ، وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنَ الصَّالِحِیۡنَ.

ترجمہ: یا اللہ! مجھے عقل و دانائی اور علم کی دولت نصیب فرمادیں۔ خباثتوں میں مبتلاء فاسق قوم سے نجات دلائیں۔ اپنی رحمت کی آغوش میں داخل فرمائیں اور مجھے صالحین میں سے بنادیں۔

فائدہ: یہ دعاء سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر (۷۴-۷۵) سے ماخوذ ہے۔

جاری ہے

بقیہ: حضرت محمد بن قاسم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا یہ طرزِ عمل مذہبی رواداری اور عدل و انصاف کی بہترین مثال تھا۔

ملتان کی عظیم فتح

اروڑ کے بعد آپ نے ملتان کا رخ کیا، جو بالائی سندھ کا سب سے مضبوط قلعہ اور اہم تجارتی مرکز تھا۔ اہلِ ملتان نے طویل عرصہ مزاحمت کی لیکن حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے حکمتِ عملی اختیار کرتے ہوئے شہر کی پانی کی رسد بند کردی، جس کے نتیجے میں انہیں ہتھیار ڈالنے پڑے۔ ملتان کی فتح کے بعد یہاں سے کثیر مال و دولت حاصل ہوا، جس کی وجہ سے یہ شہر ''شہرِ زر'' کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کامیابی کے ساتھ سندھ اور اس کے گرد و نواح کے بیشتر علاقے اسلامی حکومت کے زیرِ نگیں آگئے۔

فتوحات کی تکمیل

حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر عرصے میں سندھ کے بڑے بڑے شہروں کو فتح کر کے اسلامی حکومت کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔ ان فتوحات نے برصغیر میں اسلام کے فروغ، امن کے قیام اور منظم ریاستی نظام کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائے ۔آمین

اللہ تعالیٰ کی محبت بہت بڑی نعمت ہے ۔دنیا میں جتنے بھی انسان موجود ہیں، وہ سب اپنی اپنی سوچ اور فہم کے مطابق سکون، لذت اور اطمینان حاصل کرنے کی فکر و کوشش میں مصروف ہیں.....راستے سب کے الگ الگ ہیں، لیکن مقصد سب کا ایک ہی ہے.....لذت اور سکون ۔

بچے ہوں یا بوڑھے، جوان ہوں یا تاجر، ڈاکٹر ہوں یا انجینئر، سائنس دان ہوں یا علماء، صلحاء ہوں یا اولیاء اور اتقیاء.....غرض سب ہی لذت و سکون کی طرف دوڑ رہے ہیں.....جس کو جس چیز میں سکون نظر آیا، اسی راہ کو اختیار کر لیا.....

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اپنے اس مقصد میں کامیاب صرف ایک ہی طبقہ ہے..... جی ہاں! صرف ایک ایسا طبقہ ہے جسے دل کا اطمینان اور حقیقی سکون حاصل ہے، اور وہ ہے اہل اللہ، یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا طبقہ.... دنیا دار بیچارے تو سکون کے نام تک سے بھی نا آشنا ہیں ۔وہ تو سکون کے مخالف سمت میں دوڑ رہے ہیں ۔جو جتنا تیزی سے دوڑ رہا ہے، اتنا ہی سکون اور حقیقی لذت سے دور جا رہا ہے لیکن جو دیندار کہلاتے ہیں، ان میں بھی سکون اور اطمینان صرف انہی کو نصیب ہے جو اہلِ محبت ہیں....

اسی حقیقت کا قرآنِ مجید نے دوٹوک اعلان فرمایا ہے:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

ترجمہ: ”خبردار! دلوں کا اطمینان تو صرف اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے حاصل ہوتا ہے۔“

اور حقیقی یاد تو اہلِ محبت ہی کا نصیب ہے....

اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے حاصل کی جائے؟

اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کے دو بہت آسان اور کامیاب طریقے ”اللہ والوں“ نے بیان فرمائے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے....توجہ کے ساتھ جس طرح سزائے موت کا قیدی رہائی مانگتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر بے تابی سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگی جائے....

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کی محبت اور صحبت کے ذریعے، جنہیں اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہے۔

اس کو مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس موبائل ہے لیکن اس میں سم کارڈ نہیں، اور نہ ہی اس میں کوئی ایپ انسٹال ہے، تو کیا اس کے ذریعے کسی سے رابطہ کیا جا سکتا ہے.....؟ یقیناً نہیں.....

دوسری مثال.....پنکھا بھی موجود ہے اور بلب بھی، لیکن جب تک ان کا کنکشن اس تار سے نہ جوڑا جائے جس میں بجلی موجود ہو، کیا یہ پنکھا اور بلب ہمارے کسی کام آسکتے ہیں.....؟ یقیناً نہیں.....

اسی طرح ہمارا دل بھی ہے۔ اس کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے، لیکن یہ اس وقت اپنے مقصد کو پا سکتا ہے جب اسے کسی اہلِ دل اور اللہ والے سے جوڑ دیا جائے، یا جدید الفاظ میں کنیکٹ کر دیا جائے.....اس تعلق اور کنکشن کا نام ہے:

”محبت فی اللہ“۔

اسی لیے مسنون دعا میں یہ الفاظ آئے ہیں:

”أسألُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ“

ترجمہ: ”یا اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں، اور ان لوگوں کی محبت بھی جو آپ سے محبت رکھتے ہیں۔“

دوسری دعاء میں:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ

ترجمہ: ”یا اللہ! مجھے اپنی محبت نصیب فرما دیجیے، اور جس سے محبت کرنا مجھے آپ کے نزدیک نفع دے، اس کی محبت بھی مجھے نصیب فرما دیجیے۔“

جس کی محبت اللہ تعالیٰ کے ہاں فائدہ پہنچائے، وہ تو وہی محبت ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کا ذریعہ بن جائے، کیونکہ اصل مقصود تو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے..... لیکن وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ میں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ والوں ہی کے پاس سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”دودھ، دودھ والے کے پاس سے ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ والوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔“

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

”میں تم کو ایک مختصر ہی بات بتلاتا ہوں، اور جھگڑے کی بات بالکل نہیں بتاتا، وہ یہ کہ مرشدِ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بے فکر ہو جاؤ، اور 'لِمَ' اور 'کیف' کو چھوڑ دو۔ اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو اور اپنی رائے کو ہر گز دخل نہ دو۔ جو وہ طریق بتائے، اس پر عمل کرو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو گے۔“

پھر اس کی ایک نہایت لطیف مثال بیان فرماتے ہیں:

بود مورے ہوسے داشت کہ در کعبہ رسید
دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

یعنی ایک چیونٹی کو شوق ہوا کہ خانہ کعبہ پہنچے، لیکن اپنے ضعف اور عجز کو دیکھ کر مایوس تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک کبوتر حرم محترم سے بیٹھا ہے۔ وہ اس کے پاؤں سے لپٹ گئی۔ اس نے ایک پرواز کی اور بیت اللہ شریف جا پہنچا۔ چیونٹی نے جب آنکھ کھولی تو دیکھا کہ خانہ کعبہ سامنے ہے۔

تو صاحبو! اسی طرح ہم اگرچہ ضعیف ہیں، لیکن اگر اہل اللہ کا دامن مضبوطی سے تھام لیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں رہیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کُونُوا مَعَ الصّٰادِقِینَ

"سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد28)

اسی حقیقت کو حضرت اقدس امیر محترم حفظہم اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتے ہیں:

"دل روشنی والوں سے روشنی اور تاریکی والوں سے تاریکی پکڑتا ہے.....دل کے خفیہ تار کسی سے جڑ جائیں تو بہت دور سے بھی اس کا فیض حاصل کرلیتا ہے.......دل کی دنیا عجیب، طاقتور اور وسیع ہے...." (رنگ ونور، جلد13)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"محبت کے ذریعے محبوب کے اثرات ریڈیائی لہروں سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ محب کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔"

خلاصہ یہ ہے کہ ہر دل لذت اور سکون کی تلاش میں ہے لیکن اس میں کامیاب وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت دنیا و آخرت کی کامیابی کی کلید، دل کی حقیقی لذت، سکون اور اطمینان کا واحد راستہ ہے۔ اور اسے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھرپور توجہ کے ساتھ اس کی محبت مانگی جائے، اور جس دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو، اپنے دل کو ایسے ہی "اللہ والے" کے دل سے وابستہ کردیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی شدید، مقبول اور دائمی محبت نصیب فرمائے، اپنے محبوب بندوں کی سچی محبت اور صحبت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے موضوع کو گہرائی سے سمجھنے اور اس سلسلے کی تین مسنون دعائیں حاصل کرنے کے لیے حضرت اقدس امیر محترم حفظہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "محبت محبت مدینہ مدینہ" کے صفحہ 263 تا 283 کا مطالعہ نہایت مفید، ایمان افروز اور دل نشین ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

❁......❁......❁

مولانا زبیر طیب

نجومِ ہدایت

2

مددگارِ رسول، یارِ غار و مزار، امام الصحابہ

ثانی اثنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شانِ صدیق بزبانِ قرآن

قرآن مجید میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تذکرہ سورۂ آل عمران، سورۃ اللیل، سورۃ التوبہ، سورۃ الزمر اور سورۃ الفتح میں ہوا ہے، جن میں آپ کے مناقب بیان ہوئے ہیں کہ سفرِ ہجرت کے موقع پر آپ دشمنوں کے غارِ ثور کے دہانے پر پہنچنے کی وجہ سے حزین و غمگین ہوئے اور کہنے لگے کہ: اگر دشمن نے ہمارے قدموں کو دیکھ لیا تو پہچان لیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے؟! امتیازی بات یہ ہے کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ ''لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا'' کا ارشاد ہوا، مطلب یہ کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنا خوف اور اپنی فکر نہیں تھی، بلکہ پریشان تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق تھے کہ کہیں دشمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نقصان نہ پہنچا دے۔ آپ کی جانب سے راہِ خدا میں صدقہ و خیرات کی گواہی سورۃ اللیل میں دی گئی۔ سورۃ الزمر میں آپ کے پیکرِ صداقت ہونے کو بیان کیا گیا۔ سورۃ الفتح میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت وصحبت کا تذکرہ ہوا۔

مقامِ صدیق بزبانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سب سے پہلے مردوں میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ایمان لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قبولِ اسلام سے تادمِ زیست خود کو اور اپنے اہل خانہ کو اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دیا، جس کا نتیجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں عظمتِ صدیقی کے تذکرے ملتے ہیں، وہیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث میں آپ کے فضائل و مناقب بیان ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مرتبہ اُحد پہاڑ پر سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ موجود تھے، پہاڑ لرزنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''تھم جا! تجھ پر نبی و صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''میں نے

دنیا میں تمام محسنوں کے احسانات کا بدلہ اُتار دیا، جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے۔" رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ: "ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنت کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہوں گے ماسوائے انبیاء کے۔" نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض الوفات میں ۱۷ نمازوں کی امامت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمائی۔

غیرتِ ایمانی وسخاوت وعجزِ صدیقی

عام حالات میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نہایت ہی نرم مزاج تھے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ سختی، خفگی اور غصے سے تو آشنا ہی نہیں ہیں۔ دھیمے انداز میں آہستہ آہستہ بات کرتے مگر اسلام کے معاملے میں انتہائی غیرت منداور بہت سخت تھے۔ مدینہ منورہ کے یہودیوں اور منافقوں کی طنزیہ باتوں پر تو آپ شدید غصے میں آتے ہی تھے لیکن اگر کبھی اپنے قریبی رشتہ داروں کی طرف سے بھی انہیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں بے ادبی کا ہلکا سا بھی شائبہ ہوتا تو اس پر سخت ردعمل کا اظہار فرماتے۔ آپ نے قبولِ اسلام کے بعد جان و مال سب کچھ اسلام پر قربان کر دیا۔ دشمنانِ اسلام کے چنگل میں پھنسے مظلوم مسلمان مؤذنِ رسول بلال بن ابی رباح، زنیرہ، عامر بن فہیرہ، ام عبیس رضی اللہ عنہم وغیرہ مسلم غلاموں کو مشرکین کی قید سے نجات دلانے کے لیے فدیہ ادا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سارے گھرانے کو خدمتِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ سفرِ ہجرت میں آپ نے جانثاری اور دل جمعی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کی۔ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشاعتِ اسلام کی خاطر مسلمانوں سے صدقہ دینے کا اعلان کیا تو آپ نے سب سے زیادہ مال پیش کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنا تن من دھن اسلام پر قربان کر دیا، یہاں تک غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب مسلمانوں سے چندہ طلب کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے گھر کا سارا سامان پیش کر دیا، یہاں تک کہ اپنا ذاتی لباس بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، جبکہ خود ٹاٹ کا لباس زیب تن کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ اسی موقع پر ملکِ مقرب جبرئیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی ٹاٹ کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ تمام فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ لباس پہننے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ طرزِ عمل بعد از خلافت بھی جاری وساری رہا ہے کہ وہ اپنے ذاتی اخراجاتِ روزگانہ کی خاطر سامانِ تجارت لے کر بازار جانے لگے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ آپ

نے فرمایا: سامان بیچنے کے لیے، تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اگر آپ تجارت کریں گے تو امورِ خلافت کون نبھائے گا؟ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پوچھا: کیا میں اہلِ خانہ کے نان ونفقہ کا انتظام نہ کروں؟ اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: آپ مسلمانوں کے بیت المال سے وظیفہ حاصل کر لیں۔ اس پر آپ نے رضامندی اس شرط پر ظاہر کی کہ خلیفہ ہونے کے باوجود ایک عام فرد کے برابر وظیفہ مقرر ہوگا۔ (تاریخ الخلفاء)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی رحلت اور استقامتِ صدیقی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر رنجیدہ ہوئے کہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے، یہاں تک کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسے مضبوط قوت وجسم کے مالک اور بہادر بھی اس اعلان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ہاتھ میں بے نیام تلوار لے کر یہ کہنے لگے کہ جس شخص کو میں نے یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وفات پا گئے ہیں تو میں اس کا سر قلم کردوں گا۔ اس موقع پر بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی فطری بصیرت اور اصابتِ رائے کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ”لوگو! سنو! جو لوگ تم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وفات پا گئے ہیں اور جو لوگ اللہ پاک کی عبادت کرتے تھے تو یاد رکھو! اللہ زندہ ہے اور اللہ کی ذات کو کبھی موت نہیں آئے گی۔“ اس کے بعد قرآن پاک کی آیات تلاوت فرما کر اپنی بات کو مزید موثر کر دیا۔ یہ خطبہ اور اس میں تلاوت کی گئی آیات سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنا حوصلہ ملا کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم فرمانے لگے: ”یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی یہ آیت ابھی نازل ہو رہی ہے۔“ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے اتنے جان لیوا حادثے کے بعد بھی اتنے بلند حوصلے اور عزائم کا اعادہ کوئی حلیم طبع اور صابر انسان ہی کر سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اُمت کی قیادت سنبھالنے کا حق دار ہے۔

فتنۂ ارتداد و منکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی

وصالِ نبوی کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا تو بہت سے خطرناک فتنوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ کہیں فتنۂ ارتداد پیدا ہو گیا تو کہیں منکرین زکوٰۃ نے اسلام کے بنیادی فریضے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ اسی طرح جھوٹے مدعیانِ نبوت (مسیلمہ، طلیحہ اسدی اور سجاح) کی قوت بھی مضبوط ہونے لگی۔ اس پر بھی معاملہ ختم نہیں ہوا، بلکہ مرتدین، منکرین زکوٰۃ اور مدعیانِ نبوت جیسے داخلی فتنوں کی یکساں سرکوبی کے لیے

آپ رضی اللہ عنہ نے گیارہ لشکر تشکیل دیئے۔ اس موقع پر مصلحت کی بناء پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے نرمی کی درخواست کی تو آپ نے یہ سن کر ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ: ''أَيَنْقُصُ الدِّيْنُ وَأَنَا حَيٌّ؟'' یعنی دین میں کمی آجائے اور میں زندہ رہوں، پھر فرمایا کہ: اگر میرے ساتھ کوئی تعاون کرنا چاہے تو خوب اور اگر آپ سب میرا ساتھ چھوڑ دیں تو بھی میں تن تنہا اسلام کے ان دشمنوں کا مقابلہ کروں گا۔ سنو! مجھے یہ بات منظور ہے کہ اس مقابلہ میں دشمن مجھے مار ڈالیں اور میرے لاشے کو پرندے نوچ نوچ کر کھا جائیں، لیکن یہ بات منظور نہیں کہ اسلام کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچے۔ اس پامردی واستقامتِ فیصلہ کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام فوجی لشکر بشمول ''جیش اسامہ'' منکرین زکوٰۃ و مدعیانِ نبوت اور دشمنانِ اسلام کی نا صرف سرکوبی کرنے میں کامیاب ہوئے، بلکہ بڑی تعداد میں غنائم اور اسلحہ جمع کرنے میں بھی کامیاب ہوئے اور اسی کا ثمرہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہی فتح فارس و روم کی بنیاد پڑگئی جس کی بشارت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر سنائی تھی۔

حفاظتِ قرآن کا اہتمام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوارِ رحمتِ باری میں منتقل ہوجانے کے بعد جو فتنے ظہور پذیر ہوئے، ان کی بیخ کنی کی خاطر آپ نے جو لشکر روانہ کیے، اس کے نتیجہ میں فتنوں کا خاتمہ تو ہو ہی گیا، تاہم مسلمانوں کو اس میں ہوشربا نقصان پہنچا، جس میں خاص طور پر صحابہ کرام کی بڑی تعداد جو قرآن کے حافظ تھے' شہادت کے منصب پر فائز ہوئے تو آپ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ قرآن کریم کو فی الفور جمع کرنے کی ضرورت ہے، مبادا ایسا نہ ہو کہ قرآن کریم سے مسلمان محروم ہوجائیں، تو آپ نے فرمایا: جو کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا، وہ میں کیسے کروں؟ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس میں مسلمانوں کے لیے خیر وبھلائی ہے۔ بالآخر خلیفہ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شرح صدر ہوگیا اور آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ صحابہ کرامؓ میں سے دو گواہوں کی موجودگی میں قرآن کریم کے جزء کو مکمل کرنے کا اہتمام کریں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کی انتھک محنت سے قرآن کریم کو یکجا جمع کرلیا گیا۔ یہ ایسا احسانِ عظیم ہے کہ دشمنانِ اسلام سرتوڑ کوشش وجستجو کرنے کے باوجود چودہ سو سال بعد بھی قرآن کریم سے ملتِ اسلامیہ کے اعتماد کو گزند پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔

وفات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو برس چند ماہ منصب خلافت پر فائز رہنے کے بعد بیمار ہوئے اور پیر کے روز ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری میں انتقال کر گئے اور اُمورِ خلافت چلانے کی خاطر جو راہنما اصول انہوں نے اختیار کر رکھے تھے، انہیں کی روشنی میں کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کے بعد آپ اپنے بعد خلافت کے لیے اپنا جانشین مرادِ پیغمبر اور خسرِ رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نامزد کر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیرتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے اپنے اقوال، اعمال اور احوال بدلنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمارے قلوب و ارواح کو منور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بقیہ: تیراکی سیکھنے کا سفر

تیراکی سے متعلقہ سامان کا تعارف

سوئمنگ کیپ: جو سلیکون، لیٹیکس یا لائکرا سے تیار کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد بالوں کو پانی اور کلورین کے اثرات سے محفوظ رکھنا، پانی میں رگڑ کم کرنا اور تیراک کی رفتار میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ مقابلہ جاتی تیراکی میں اس کا استعمال تقریباً لازمی سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ پانی میں جسم کی ہموار حرکت میں مدد دیتی ہے۔ بعض پول اس کے بغیر داخلہ ممنوع قرار دیتے ہیں تاکہ پول ٹوٹے ہوئے بالوں سے آلودہ نہ ہو اور نہ ہی فلٹر میں مسائل بنیں۔

سوئمنگ گوگلز: آنکھوں کے تحفظ کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ کلورین والے پانی یا نمکین پانی سے آنکھوں کو محفوظ رکھتے ہیں اور پانی کے اندر واضح طور پر دیکھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ جدید گوگلز میں اینٹی فوگ اور الٹرا وائلٹ پروٹیکشن جیسی خصوصیات بھی شامل ہوتی ہیں جو کھلے پانی میں تیراکی کے دوران مزید فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔

کک بورڈ: ایک فوم سے بنی ہوئی تیرنے والی تختی ہوتی ہے جو بنیادی طور پر ٹانگوں کی مشق کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ تیراک اسے ہاتھوں سے پکڑ کر صرف ٹانگوں کی حرکت پر توجہ دیتا ہے جس سے کک کی طاقت اور تکنیک بہتر ہوتی ہے۔ ابتدائی تیراکوں کی تربیت میں کک بورڈ کا استعمال بہت عام ہے۔ (جاری ہے)

ماہنامہ ''مدینہ مدینہ'' کے معزز قارئین کی دلچسپی اور افادے کے لیے ''مسلم فاتحین'' کے عنوان سے ایک نیا اور شاندار سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ اس سلسلے کے ذریعے ہم تاریخِ اسلام کے ان عظیم فاتحین اور سپہ سالاروں کی درخشاں زندگیوں اور مثالی کارناموں سے روشناس ہوں گے، جنہوں نے حق کا پرچم سربلند کیا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشیں اور اسے ہم سب کے لیے بے حد مفید و نافع بنائیں۔ آمین

حضرت محمد بن قاسم ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اسلام اور امتِ مسلمہ کے لیے فخر، عزت اور سربلندی کا ایک روشن باب ہے۔ آپ ان عظیم سپہ سالاروں میں سے تھے جنہوں نے کم عمری میں بڑے بڑے لشکروں کی قیادت کی، وسیع علاقوں کی حکومت سنبھالی، مضبوط قلعوں اور قدیم شہروں کو فتح کیا، سندھ میں اسلام کا پرچم بلند کیا، باطل طاقتوں کو شکست دی اور شرک و بت پرستی کے مراکز کو زیرِ نگیں کیا۔ یہ تمام کارنامے آپ نے اس عمر میں انجام دیئے جب آپ ابھی بیس برس کے بھی نہیں ہوئے تھے۔ ہر مسلمان باپ کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت ایسے ہی عظیم کرداروں کی سیرت پر کرے تاکہ نوجوانوں کے سامنے حقیقی اسلامی ہیرو موجود ہوں۔

نام و نسب

آپ کا پورا نام محمد بن القاسم بن محمد بن الحکم الثقفی تھا۔ آپ کا تعلق عرب کے نامور قبیلہ ثقیف سے تھا، جو ذہانت، شجاعت، حسنِ تدبیر اور عسکری صلاحیتوں کے لیے مشہور تھا۔ اس قبیلے نے 9 ہجری میں اسلام قبول کیا اور بعد ازاں اسلام کی اشاعت، فتوحات اور ریاستی خدمات میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اسی قبیلے سے متعدد جلیل القدر صحابہ، سپہ سالار اور مدبر شخصیات پیدا ہوئیں، جن کی دینی، عسکری اور انتظامی روایات نے

حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے والد قاسم بن محمد اور خاندان کے دیگر افراد بھی ریاستی اور عسکری خدمات انجام دیتے رہے۔ حجاج بن یوسف ثقفی سے آپ کا قریبی خاندانی تعلق تھا۔

ولادت اور بچپن

آپ کی ولادت 72 ہجری طائف شہر میں دادا کے گھر میں ہوئی۔ ابتدائی تین سال طائف میں عام عرب بچوں کی طرح محبت و شفقت کے ماحول میں گزارے۔ والد کی بصرہ میں تقرری کے بعد آپ خاندان سمیت عراق منتقل ہو گئے، جہاں تقریباً نو سال قیام کے دوران آپ کی شخصیت علمی، سماجی اور عملی تجربات سے آشنا ہوئی۔

حالاتِ زمانہ اور عسکری تربیت

بصرہ میں قیام کے دوران آپ نے عراق کی سیاسی کشمکش، بغاوتوں اور اسلامی لشکروں کی سرگرمیوں کو قریب سے دیکھا۔ نوجوانی میں حجاج بن یوسف کی فوج کے ساتھ عملی عسکری تربیت سے وابستہ ہوئے، جہاں آپ نے فنونِ حرب، نظمِ لشکر اور سپہ گری کے ابتدائی اسباق حاصل کیے۔

فتوحات کی خبریں اور فکری تربیت

واسط میں قیام کے دوران رومیوں، ترکوں اور دیگر محاذوں پر مسلمانوں کی مسلسل فتوحات کی خبریں آپ کی دلچسپی کا مرکز رہیں۔ آپ ان کامیابیوں سے حوصلہ پاتے، غیر عرب اقوام سے واقفیت حاصل کرتے اور امتِ مسلمہ کے اتحاد، جہاد اور اسلام کی اشاعت کے مقاصد پر غور و فکر کرتے رہے۔

سترہ برس کی عمر میں سپہ سالاری

حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ صرف سترہ برس کی عمر میں انہیں سندھ جیسے نہایت اہم اور دشوار محاذ کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ اگرچہ بعض لوگ اسے حجاج بن یوسف سے قرابت داری کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، لیکن تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج اہم ذمہ داریاں ہمیشہ اہل اور باصلاحیت افراد کے سپرد کرتا تھا۔ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب بھی ان کی عسکری قابلیت، حسنِ انتظام اور قائدانہ صلاحیتوں کی بنا پر ہوا، تاکہ وہ اس مہم کو کامیابی سے انجام دے سکیں جس کے لیے مسلمانوں کی کئی دہائیوں سے مسلسل کوششیں جاری تھیں۔

فتحِ سندھ کا پس منظر

سندھ کی طرف مسلمانوں کی پیش قدمی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں شروع ہوئی اور حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے ادوار میں مختلف مہمات کے ذریعے جاری رہی، جن کے نتیجے میں مکران سمیت کئی علاقے اسلامی ریاست میں شامل ہوئے۔ بعد میں سری لنکا سے آنے والے ایک جہاز پر دیبل کے قریب سمندری قزاقوں کے حملے اور مسلمان خواتین کی گرفتاری کے واقعے نے اس مسئلے کو مزید سنگین بنا دیا۔ حجاج بن یوسف نے راجہ داہر سے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا، مگر اس کے انکار پر سندھ کی فتح کا فیصلہ کر لیا۔

ابتدائی مہمات

حجاج بن یوسف نے ابتداء میں عبید اللہ بن نبہان اور پھر بدیل بن طہفہ کی قیادت میں لشکر روانہ کیے، لیکن دونوں مہمات کامیاب نہ ہو سکیں۔ ان ناکامیوں کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس عظیم مہم کے لیے ایک ایسے نوجوان، بہادر، مدبر اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل سپہ سالار کی ضرورت ہے جو طویل سفر، دشوار حالات اور طاقتور دشمن کا مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ اس نے حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔

غیر معمولی عسکری تیاری

روانگی سے پہلے حجاج بن یوسف نے بھرپور منصوبہ بندی کی۔ منتخب شامی فوج، وافر اسلحہ، رسد، مالی وسائل اور ہر ضروری سامان حتیٰ کہ معمولی استعمال کی اشیاء بھی فراہم کی گئیں۔ فوج کو شیراز میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا تاکہ مکمل تیاری کے بعد سندھ کی طرف پیش قدمی کی جائے۔ اس مہم کی منصوبہ بندی اس قدر جامع تھی کہ ہر ممکن ضرورت پہلے ہی پوری کر دی گئی۔

سندھ کی طرف پیش قدمی

حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ مکران کے راستے فنزبور اور ارمائیل فتح کرتے ہوئے دیبل پہنچے۔ بحری راستے سے آنے والے فوجی دستے، اسلحہ اور رسد بھی وہاں آ ملے، جس سے پوری فوج مکمل طور پر منظم ہو گئی۔

دیبل کا محاصرہ

دیبل پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خندق کھدوائی، لشکر کو منظم کیا اور عظیم منجنیق ''العروس'' نصب کرائی۔ اس

کے ذریعے شہر کے بڑے مندر کو نشانہ بنایا گیا جس سے دشمن کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ سخت محاصرے کے بعد مسلمان فصیلوں پر چڑھ گئے اور شہر فتح کر لیا۔ فتح کے بعد دیبل میں مسلمانوں کو آباد کیا گیا، جامع مسجد تعمیر کی گئی اور اسلامی نظم و نسق قائم کیا گیا، جو اس خطے میں اسلامی اقتدار کی مضبوط بنیاد ثابت ہوا۔

نیرون سے دریائے مہران تک

دیبل کی فتح کے بعد حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نیرون کی طرف بڑھے۔ وہاں کے باشندوں نے پہلے ہی صلح کا پیغام بھیج دیا تھا، اس لیے انہوں نے خوش دلی سے مسلمانوں کا استقبال کیا اور اپنے عہد کی پوری پاسداری کی۔ اس کے بعد آپ نے مسلسل پیش قدمی کرتے ہوئے راستے کے متعدد علاقوں کو یا تو صلح کے ذریعے اسلامی حکومت میں شامل کیا یا فتح کیا۔ کئی مقامات پر لوگوں نے امان طلب کی، جسے قبول کرتے ہوئے ان پر مناسب خراج مقرر کیا گیا۔ اس دوران سہبان بھی فتح ہوا اور لشکر دریائے مہران کے کنارے پہنچ گیا، جہاں راجہ داہر بھی مقابلے کی تیاری کرنے لگا۔

راجہ داہر سے فیصلہ کن جنگ

حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے منصوبہ بندی کے ساتھ دریائے مہران عبور کیا اور راجہ داہر کی فوج کا مقابلہ کیا۔ سخت معرکے کے بعد راجہ داہر مارا گیا اور اس کی فوج منتشر ہوگئی۔ اس تاریخی فتح نے سندھ میں اسلامی اقتدار کی راہ ہموار کر دی اور مسلمانوں کو فیصلہ کن برتری حاصل ہوگئی۔

راور اور برہمن آباد کی فتح

داہر کی شکست کے بعد راور، برہمن آباد اور دیگر اہم علاقے یکے بعد دیگرے اسلامی حکومت میں شامل ہوتے گئے۔ بعض مقامات جنگ کے ذریعے فتح ہوئے جبکہ کئی علاقوں نے صلح کو ترجیح دی۔ حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے ہر جگہ حالات کے مطابق فیصلے کیے، نظم و نسق قائم کیا اور امن بحال کیا۔

اروڑ کی فتح

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اروڑ پہنچے، جو سندھ کے بڑے اور مضبوط شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ کئی ماہ کے محاصرے کے بعد اہلِ شہر نے صلح قبول کر لی۔ حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے جان و مال کا تحفظ یقینی بنایا، معبدوں کو نقصان نہ پہنچانے کا اعلان کیا، خراج مقرر کیا اور مسجد تعمیر کروا کر اسلامی انتظام قائم کیا۔

بقیہ صفحہ ۲۱ پر

اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے ایسی ایمان والی عورتیں بنائیں جو ایمان،علم،حیا،اور تقویٰ کے ذریعے اپنے گھروں اور معاشرے کو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور کریں۔آمین ثم آمین

جماعت المؤمنات کا تعارف

مؤمنات کے اس قافلے میں شامل ہم میں سے ہر ایک کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ آخر اس جماعت کی بنیاد رکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟......

الحمدللہ! گذشتہ کئی برسوں سے مؤمنین کی جماعت خونِ جگر جلا کر، اپنی صلاحیتیں، وقت اور توانائیاں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے صرف کر رہی ہے۔امت کے نوجوانوں تک قرآن وسنت اور جہاد فی سبیل اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے شب و روز محنت کی جا رہی ہے،اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر شخص اپنے حصے کا فرض ادا کرنے کی کوشش میں مصروف ہے لیکن آج جب ہم اپنے معاشرے پر نگاہ ڈالتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے......خاص طور پر دین کے معاملات میں ہمارے گھروں کی دگرگوں حالت قابل افسوس ہے۔نوجوان نسل دین سے دور ہوتی جا رہی ہے،قتل و غارت،ظلم،بے حیائی اور گھریلو ناچاقیاں گویا ہماری زندگی کا معمول بنتی جا رہی ہیں۔

مسلمانوں کا معاشرہ تو کبھی ایسا نہ تھا۔مسلمان نہ صرف اپنے، بلکہ دوسروں کی جان،عزت اور ایمان کے بھی محافظ تھے، وہ تو حق کے مجاہد تھے۔پھر آخر ایسا کیا ہوا کہ ہم مسلمان اپنے ہی ایمان کی حفاظت نہ کر سکے؟ بڑے افسوس اور درد کے ساتھ یہ حقیقت محسوس ہوتی ہے کہ امت کی زبوں حالی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ عورت اپنے مقام، اپنے مرتبے اور اپنے اصل کردار کو بھول بیٹھی ہے۔آج نوجوان نسل کی بے راہ روی

کے اسباب میں ایک اہم سبب ایک مؤمنہ عورت کا دین سے دور ہو جانا بھی ہے۔ یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ ایک نیک عورت کا ایمان نسلوں کو سنوار دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے عورت کو صرف ایک فرد نہیں بنایا بلکہ ایک نسل کا معمار بنایا ہے۔ وہ بیٹی ہے تو گھر کی رحمت...... وہ بیوی ہے تو شوہر کی رفیقہ...... وہ ماں ہے تو نسلوں کی معلمہ...... اگر ایک عورت کا ایمان مضبوط ہو تو اس کا اثر پورے گھر پر پڑتا ہے۔ جب ایک گھر بدلتا ہے تو ایک معاشرہ بدلنے کی بنیاد رکھ دی جاتی ہے۔ اسلامی معاشرے کی تعمیر مسجد سے پہلے گھر سے شروع ہوتی ہے، جب عورت اپنے رب سے جڑ جاتی ہے تو اس کی نماز، اس کی دعا، اس کا حجاب، اس کی حیا، اس کی تربیت اور اس کا کردار پورے گھر کو بدل دیتا ہے۔ ایسے ہی گھروں سے وہ معاشرہ وجود میں آتا ہے جسے قرآن "خیر امت" بنانا چاہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے، بالکل ایسے ہی ہر مضبوط امت اور ہر صالح معاشرے کے پس پردہ ایک مؤمنہ عورت کا مضبوط ایمان، اس کی پاکیزہ تربیت اور اس کا باکردار وجود ہوتا ہے......

آپ جانتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر غارِ حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی آپ ﷺ اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے جسمِ مبارک پر کپکپی طاری تھی اور زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے: "زَمِّلُونِي، زَمِّلُونِي" (مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو)۔ ایسے نازک اور فیصلہ کن لمحے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے محض تسلی کے چند الفاظ کہہ کر اپنا فرض ادا نہیں کیا بلکہ چادر اوڑھاتے ہوئے ہی وہ یہ جان چکی تھیں کہ اب رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر نبوت کی عظیم امانت رکھ دی گئی ہے، اور اس امانت کے سفر میں انہیں بھی اپنا کیا کردار ادا کرنا ہے۔۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے دین کو محفوظ کرنے اور امت تک پہنچانے کے لیے سب سے پہلے اپنے گھر کو ایمان، یقین اور کردار کی ایسی درسگاہ بنایا کہ ان کی چاروں بیٹیاں اسی نورِ نبوت میں پروان چڑھیں۔ یہی وہ تربیت تھی جس کے اثرات ایک نسل تک محدود نہ رہے، بلکہ نسل در نسل منتقل ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رض کے وصال کے کئی برس بعد بھی کربلا کے تپتے میدان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد نے جس استقامت، صبر اور ایمان کا مظاہرہ کیا، اس میں اس عظیم ماں کی تربیت کی جھلک نمایاں دکھائی دیتی ہے اور یہی ہمارا پیغام اور جماعت المؤمنات کا مقصد ہے کہ ہر بہن، ہر بیٹی اور ہر ماں اپنے مقام اور ذمہ داری کو پہچانے۔ وہ اپنے گھر کو ایمان، حیا، علم اور بہترین اخلاق کا گہوارہ بنائے اور حقیقی مؤمنہ بنے......

حقیقی مؤمنہ کیسے بنا جائے؟

ایک سچی مؤمنہ بننے کے لیے نہ کسی دشوار گزار مرحلے کو عبور کرنے اور نا ہی کسی طویل نصاب کو ازبر کرنے کی ضرورت ہے۔ضرورت صرف اخلاص،عزم،تھوڑی سی کوشش اور محنت کی ہے۔آئیے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم کس طرح حقیقی مؤمنہ بن کر اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں؟......

کیا ہم نے کبھی تنہائی میں خود سے یہ سوال کیا ہے کہ میں اس دنیا میں کیوں آئی ہوں؟......میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟......کیا صرف کھانا، پینا، گھر سنبھالنا، بچوں کی پرورش کرنا، خوشیاں اور غم سہنا ہی میری زندگی ہے؟......ایک لمحے کے لیے اپنی گزری ہوئی زندگی کا محاسبہ کریں! میری زندگی کی اصل ترجیحات کیا رہی ہیں؟ میں نے اپنی جوانی، اپنی توانائیاں، اپنے قیمتی لمحات کس راہ میں صرف کیے؟ کیا میں نے اپنی زندگی کا رخ اس مقصد کی طرف رکھا جس کے لیے مجھے پیدا کیا گیا تھا، یا پھر روزمرہ کی مصروفیات کی بھول بھلیوں میں خود کو اس قدر گم کر دیا کہ مقصدِ حیات ہی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا؟......

صبح سے شام اور پھر رات گئے گھر کے کام، بچوں کی ذمہ داریاں، صفائی ستھرائی، برتن، کپڑے، پکوان، فیشن، میک اپ اور دنیاوی آسائشوں کی نہ ختم ہونے والی دوڑ...... پھر دوسروں سے بہتر نظر آنے، زیادہ سراہے جانے اور آگے نکلنے کی خواہش۔ان سب میں ہم اس قدر الجھ گئیں کہ شاید کبھی یہ سوچنے کی فرصت ہی نہ ملی کہ آخر ہم جا کہاں رہی ہیں؟ ہمارا حقیقی مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے: أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا ”کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے؟“ یہ آیت ہمارے دل کو جھنجھوڑ دیتی ہے۔کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف ہانڈی روٹی، ساس بہو کے جھگڑوں، دنیاوی مقابلہ بازی اور دوسروں سے بہتر دکھائی دینے کی مسلسل جدوجہد کے لیے پیدا کیا ہے؟ کیا ہماری پوری زندگی صرف گھر کی ذمہ داریوں میں کھپ جانے اور اپنے وجود کو انہی دائروں تک محدود کر دینے کا نام ہے؟......

یقیناً نہیں......اور ہرگز نہیں......گھر کی ذمہ داریاں ادا کرنا عبادت ہے،شوہر اور بچوں کے حقوق ادا کرنا عظیم نیکی ہے،لیکن جب یہی سب کچھ ہماری زندگی کا آخری مقصد بن جائے اور ہمارا تعلق اپنے رب سے کمزور پڑنے لگے تو یہی جائز مصروفیات ہمیں اصل منزل سے غافل کر دیتی ہیں۔ہماری زندگی کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود بتا دیا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ”اور میں

نے تمہیں خاص اپنے لیے بنایا ہے۔‘‘ یہ الفاظ ہر بندۂ مؤمن اور مؤمنہ کے لیے ایک پیغام رکھتے ہیں کہ تمہاری اصل پہچان یہ نہیں کہ تم دنیا میں کتنی مصروف رہیں، بلکہ یہ ہے کہ تم اپنے رب سے کتنی وابستہ رہیں۔ تمہیں دنیا میں کھو جانے کے لیے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے، اس کی رضا پانے اور آخرت کی تیاری کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہم اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں اتنی کھو گئیں کہ اپنی گود میں پلنے والے بچوں کو بھی صرف اچھی خوراک، اچھے لباس، اچھی تعلیم اور روشن مستقبل تک محدود کر دیا۔ ہم نے سمجھ لیا کہ یہی بہترین پرورش ہے، حالانکہ سب سے پہلی ذمہ داری ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، رسول اللہ ﷺ کی محبت، آخرت کی فکر اور بندگی کا شعور بیدار کرنا تھی۔ اگر ایک ماں خود اپنے مقصدِ حیات سے واقف ہو، اس کا تعلق اپنے رب سے مضبوط ہو، اس کی آنکھیں جنت کے شوق اور آخرت کی فکر سے نم رہتی ہوں، تو اسے اپنے بچوں کو ایمان سکھانے کے لیے بہت زیادہ الفاظ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کی زندگی کا ہر عمل ہی اُن کی پہلی درسگاہ بن جاتی ہے، اس کا کردار ہی اُن کی پہلی کتاب بن جاتا ہے اور اس کی دعائیں ہی اُن کی سب سے بڑی تربیت بن جاتی ہیں۔

آج اگر ہم اپنی بچوں کے ایمان کیلئے فکرمند ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اپنے دلوں کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف موڑنا ہوگا۔ کیونکہ نسلوں کی اصلاح کا آغاز ہمیشہ ماؤں کے دلوں سے ہوتا ہے۔ جب ایک ماں اپنا مقصد پہچان لیتی ہے تو اس کی گود سے صرف بچے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے نکلتے ہیں جو دنیا کو اسلام اور ایمان کی روشنی دیتے ہیں۔

سب سے پہلا کام

حقیقی مؤمنہ بننے کیلئے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کو مضبوط کریں، ایسا تعلق جو صرف عبادت تک محدود نہ ہو بلکہ محبت، قرب، اعتماد اور کامل سپردگی سے بھرپور ہو۔ ایسا تعلق جیسا ایک سچے دوست یا محبوب سے ہوتا ہے، جس سے انسان اپنے دل کی ہر بات بے جھجک کہہ دیتا ہے۔ اپنی ہر خوشی، ہر غم، ہر خوف، ہر امید اور ہر آرزو اسی کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ جب وہ پکارے تو لبیک کہنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ کرے، اور دن میں بار بار بے اختیار اُس کی یاد دل پر دستک دے۔ اپنے خالق سے تعلق مضبوط کیجیے۔ ہر محبت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دیجیے۔ اپنے اہل وعیال، اپنی اولاد اور دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب بنائیے۔ ہم خود سے جڑے ہر

رشتے سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے کتنی محنت کرتے ہیں، مگر ذرا سوچیے! کیا ہم نے کبھی اپنے رب سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے تھوڑی سی بھی کوشش کی؟...... ہماری نمازیں، قرآن کی تلاوت اور دیگر فرائض اکثر صرف ایک ذمہ داری یا ایک حکم کی ادائیگی بن کر رہ گئے ہیں۔ ہم انہیں ادا تو کر لیتے ہیں، مگر کتنی بار ایسا ہوتا ہے کہ دل بھی ان میں شریک ہو؟...... محبت صرف حکم مان لینے کا نام نہیں، محبت تو یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے ملنے کے لیے بے تاب رہے۔ نماز کو فریضہ نہیں بلکہ اپنے محبوب سے ملاقات سمجھے، قرآن کو محض تلاوت کی کتاب نہیں بلکہ اپنے رب کا محبت بھرا پیغام جانے، اور عبادت اس لیے کرے کہ رب سے ہر لمحہ رابطہ جاری رہے کنیکشن جڑا رہے۔ کبھی اپنی تنہائی کے چند لمحے صرف اللہ تعالیٰ کے نام کر دیجیے۔ اپنے رب سے دوستی کیجیے، اس سے دل کی باتیں کیجیے۔ ایسی دوستی کہ اگر چند لمحے بھی اس کی یاد سے غفلت میں گزر جائیں تو دل بے چین ہو جائے۔ آپ کی زندگی کے ہر پہلو سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہے۔ آپ کے اخلاق، گفتگو، رہن سہن اور طرزِ زندگی سے محسوس ہو کہ آپ اپنے خالق سے جڑی ہوئی ہیں۔ آپ کو دیکھ کر یہ لگے کہ یہ ایک ایسی خاتون ہے جو ہر حال میں ہر محفل ہر مجلس میں اپنے رب کو یاد رکھتی ہے صرف اسی کی ہو جائیے...... اپنی خوشیاں بھی اسی سے کہیے، اپنی کمزوریاں بھی اسی کے سامنے رکھ دیجیے، اپنے گناہوں کا اعتراف بھی اسی سے کیجیے، اور پھر عاجزی کے ساتھ دعا مانگیں کہ اے اللہ! میرے دل کو ہر محبت سے بڑھ کر اپنی محبت سے بھر دے...... جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے تو زندگی کی ترجیحات خود بخود بدلنے لگتی ہیں۔ ہم سب کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ محبت کا دعویٰ کرنا آسان ہے، مگر سچی محبت اعمال اور کردار سے پہچانی جاتی ہے۔ محبوب کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی ہر بات مانی جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو تو مانتے ہیں، مگر ہم اللہ تعالیٰ کی نہیں مانتے...... حالانکہ حقیقی محبت وہی ہے جو اطاعت میں ڈھل جائے۔ جس دن ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی ہر خواہش پر مقدم کر لیا، اسی دن ہم حقیقی مؤمنہ بننے کی راہ پر چل پڑیں گی۔ آئیے! آج ہی اپنے آپ سے یہ عہد کریں کہ دنیا کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے بھی ہم اپنے اصل مقصدِ زندگی کو کبھی فراموش نہیں کریں گی۔ آج ہی بلکہ ابھی ہی سے پہلا قدم اٹھائیں گی، اور اللہ تعالیٰ سے پکی والی دوستی کریں گی، اور اس محبت کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی منزل بنالیں گی۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُحْيِيَ قَلْبِي بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ أَبَدًا

ورثة الأنبياء

أئمة العلم

جلیل القدر تابعی حضرت امام مدینہ سعید بن المسیبؒ

قسط 2

مولانا عبدالستار معاویہ

لباس وپوشاک

عبید بن نسطاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اس کا شملہ پیچھے چھوڑ دیتے تھے اور میں نے انہیں تہبند، چادر اور موزے پہنے ہوئے دیکھا۔

خالد بن الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک قمیص دیکھی جوان کی آدھی پنڈلی تک تھی، اس کی آستینیں انگلیوں کے پوروں تک تھیں، اور قمیص کے اوپر ایک چادر تھی جس کی لمبائی ساڑھے پانچ ہاتھ تھی۔

محمد بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کو سفید کپڑوں کے علاوہ کچھ پہنتے نہیں دیکھا۔

محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ خضاب (داڑھی کو کلر) نہیں لگاتے تھے۔

خوابوں کی تعبیر میں مہارت

آپ رحمہ اللہ جملہ دینی علوم میں درجۂ تجر رکھنے کے علاوہ تعبیر رؤیا میں بھی کمال درجے کی مہارت رکھتے تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں سب سے بہترین خوابوں کی تعبیر بتانے والے تھے۔ انہوں نے یہ علم حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے سیکھا تھا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ علم اپنے والد (سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے حاصل کیا تھا۔

بیٹی کے نکاح کا عجیب واقعہ

ابو بکر بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی ایک صاحبزادی نہایت حسین وجمیل اور قرآن وسنت

کے علم میں ماہر تھی، جس کے لیے عبد الملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید کے رشتے کے لیے پیغام بھیجا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے عبد الملک بن مروان نے آپ کو ایک سو کوڑے مروائے، پانی کا گھڑا آپ کے اوپر بہایا اور اون کا لباس پہنایا۔

ابو حرملہ رحمۃ اللہ علیہ ابن وداعہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا، آپ نے چند دن مجھے غائب پایا، جب میں آپ کی مجلس میں آیا تو آپ نے مجھ سے پوچھا: ''آپ کہاں تھے۔''

میں نے کہا میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا، اس (کی تجہیز و تکفین) میں مصروف رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آپ نے ہمیں خبر کیوں نہ دی تاکہ ہم بھی اس (جنازہ) میں شریک ہوتے۔''

پھر آپ نے فرمایا: ''کیا اب تم نے نئی شادی کا ارادہ کیا ہے۔''

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے! کون مجھ سے شادی کرے گا جبکہ میرے پاس دو یا تین درہم کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں (تمہاری شادی کرواؤں گا)''

میں نے (حیرت سے) کہا: کیا آپ میری شادی کروائیں گے۔ انہوں نے فرمایا: ''جی۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ پڑھا اور میرا نکاح دو درہم پر (اپنی بیٹی سے) کروا دیا اور خود ہی اپنی بیٹی (یعنی میری بیوی) کو میرے دروازے تک چھوڑ گئے۔

آزمائش

ہر زمانے میں اہل حق علماء حکمرانوں کی طرف سے مصائب و مشکلات کا شکار رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی زندگی میں کئی بار آزمائش کی بھٹیوں سے گزرنا پڑا۔

عمران بن عبد اللہ بن خزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ عبد الملک کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں ولید اور سلیمان کی بیعت کے لیے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا تو آپ نے فرمایا:

''جب تک رات اور دن کا آنا جانا قائم ہے میں ان دونوں کی بیعت نہیں کروں گا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ ایک دروازے سے داخل ہوں اور دوسرے سے نکل جائیں (تاکہ لوگوں کو لگے کہ آپ نے بیعت کر لی ہے)، آپ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! میں ایسا بھی نہیں کروں گا کہ لوگ میری پیروی کریں۔''

اس بات پر آپ کو سو کوڑے مارے گئے اور ٹاٹ کا لباس پہنایا گیا۔

ابو یونس القوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟ کہا گیا کہ لوگوں کو ان کے ساتھ بیٹھنے سے روک دیا گیا ہے۔

آپ کا مقام ومرتبہ... اہل علم کی نظر میں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان بزرگان دین میں ہوتا ہے جنہوں نے علم اور عمل دونوں میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اکابرین امت نے کھلے دل سے اس بات کی گواہی دی ہے۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت سعید بن مسیب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ کی قسم! وہ (سعید بن مسیب) یقیناً بڑے فقہاء میں سے ایک ہیں۔''

حضرت قتادہ، حضرت مکحول اور حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: ''ہم نے حضرت سعید بن مسیب سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔''

حضرت علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک تابعین میں حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ وسیع علم رکھنے والا کوئی نہیں، وہ تمام تابعین میں سب سے بڑے عالم تھے۔''

حضرت قدامہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سعید بن مسیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔''

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا اور پوچھا کہ مدینہ منورہ میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ تو لوگوں نے مجھے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔

اقوال زریں

(۱) شیطان جب کسی (نیک) انسان (کو گمراہ کرنے) سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ اسے عورتوں کے ذریعے (فتنے میں ڈالنے کے لیے) آتا ہے (یعنی عورتوں کو ہتھیار بناتا ہے) میرے نزدیک عورتوں کے فتنے سے زیادہ خوفناک کوئی چیز نہیں ہے۔

(۲) جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے استغناء اپنا لے لوگ اس کے محتاج ہو جاتے ہیں۔

(۳) اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو حلال طریقے سے مال کمانا نہیں چاہتا تاکہ اس سے (اللہ کا) حق

اداء کرے اور اس کے ذریعے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنی آبرو بچائے۔

(۴) داؤد بن ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں کے نام انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پر رکھنا پسند کرتے تھے۔

(۵) مجھے کپڑوں کی تجارت سے زیادہ کوئی تجارت پسند نہیں ہے بشرطیکہ اس میں (مال بیچنے کے لیے) جھوٹی قسمیں نہ کھائی جائیں۔

(۶) کم اہل وعیال (گھر والوں کی کم تعداد) بھی ایک طرح کی آسانی اور کشائش ہے۔

وفات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سن وفات کے بارے میں تین اقوال ہیں: ۹۳ ہجری، ۹۴ ہجری اور ۹۵ ہجری۔ راجح قول ۹۴ ہجری کا ہے۔ وفات سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر والوں کو تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی:

میرے جنازے کے پیچھے کوئی پکارنے (رونے) والا نہ ہو، آگ (کی دھونی) نہ ہو اور مجھے جلدی (تدفین کے لیے) لے جایا جائے، کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لیے کوئی بھلائی ہے تو وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔"

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے چند دینار ترکے میں چھوڑے اور اس کے بارے میں بھی (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کیا:

"یا اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ مال صرف اس لیے چھوڑا ہے تاکہ اس کے ذریعے اپنی آبرو اور اپنے دین کی حفاظت کرسکوں۔"

جنازہ وتدفین

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ مسجد نبوی شریف اور تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔

قسط ۳ — ڈاکٹر اُسامہ

تیراکی سیکھنے کا شوق

سانس روکنے کی غیر ضروری مقابلہ بازی نہ کریں۔تھکاوٹ محسوس ہو تو فوراً آرام کریں۔چکر آنے پر فوراً پول سے باہر نکلیں۔کوچ کی ہدایات پر مکمل عمل کریں۔پانی نگلنے سے بچیں۔تیراکی کے دوران چیونگم یا کھانے کی چیز استعمال نہ کریں۔غوطہ لگاتے وقت نیچے موجود افراد کا خیال رکھیں۔پول کے کنارے سے بغیر دیکھے ڈائیو نہ کریں۔کم گہرے پانی میں ہیڈ فرسٹ ڈائیونگ نہ کریں۔اگر جسم میں درد ہو تو فوراً اطلاع دیں۔

بچوں کو کبھی اکیلا نہ چھوڑیں۔بچوں پر ہر وقت بالغ فرد کی نظر ہونی چاہیے۔بچوں کے لیے مناسب فلوٹیشن ڈیوائس استعمال کریں۔بچوں کو پانی کی بنیادی حفاظتی تعلیم دیں۔بچے گہرے پانی میں بغیر نگرانی نہ جائیں۔بچوں کو پول کے قوانین سمجھائیں۔کھیل کھیل میں خطرناک حرکتوں سے منع کریں۔بچوں کو ریسکیو آلات کے بارے میں بنیادی آگاہی دیں۔

کھلے پانیوں (جھیل،سمندر) اکیلے کبھی تیراکی نہ کریں۔موسم کی صورتحال پہلے معلوم کریں۔تیز لہروں میں تیراکی سے گریز کریں۔خطرناک سمندری جانوروں سے آگاہ رہیں۔پانی کی گہرائی کا اندازہ لگائیں۔ نامعلوم جگہ پر چھلانگ نہ لگائیں۔

رِپ کرنٹ کی معلومات حاصل کریں۔سمندر اندر کھینچ رہا ہو تو سیدھا باہر زور لگا کر اپنے اپ کو نہ تھکائیں، بلکہ متوازی آہستہ آہستہ ترچھے رخ پر ساحل کی طرف آئیں۔

صرف محفوظ اور اجازت یافتہ مقامات پر تیراکی کریں۔خراب موسم میں فوراً پانی سے باہر آجائیں۔ کشتیوں کے راستوں سے دور رہیں۔کھلے زخم کے ساتھ تیراکی نہ کریں۔جلدی بیماری کی صورت میں پول استعمال نہ کریں۔آنکھوں میں جلن ہو تو چشمہ استعمال کریں۔تیراکی کے بعد صاف پانی سے

نہائیں۔کانوں کو خشک کریں۔انفیکشن کی علامات ظاہر ہوں تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔تیراکی کے بعد مناسب مقدار میں پانی پئیں۔

سورج کی روشنی میں تیراکی کرتے وقت سن اسکرین استعمال کریں۔گھبراہٹ سے بچیں۔مدد کے لیے فوراً آواز دیں۔ڈوبتے ہوئے شخص کو بغیر تربیت کے بچانے نہ کودیں۔ریسکیو پول یا لائف بوئے استعمال کریں۔ایمرجنسی نمبرز سے واقف رہیں۔سی پی آر کی بنیادی تربیت حاصل کریں۔لائف گارڈ کی ہدایات پر عمل کریں۔حادثے کی صورت میں فوری اطلاع دیں۔بے ہوشی یا سانس بند ہونے کی صورت میں فوری طبی امداد طلب کریں۔

آسان مشقوں سے آغاز کریں۔بتدریج دورانیہ اور شدت بڑھائیں۔روزانہ مناسب وارم اپ کریں۔کول ڈاؤن مشقیں بھی کریں۔سانس لینے کی درست تکنیک سیکھیں۔غلط تکنیک کی عادت نہ بننے دیں۔مسلسل بہت زیادہ مشق نہ کریں۔جسم کو مناسب آرام دیں۔تھکن یا چوٹ کی صورت میں وقفہ کریں۔تربیتی ریکارڈ رکھیں۔حفاظتی اصولوں کو ہمیشہ ترجیح دیں۔ہمیشہ حفاظت کو رفتار پر ترجیح دیں۔اپنی حدود کو پہچانیں۔کوچ کی ہدایات پر عمل کریں۔پانی کا احترام کریں اور حد سے زیادہ اعتماد نہ کریں۔ہر سیشن سے پہلے اور بعد میں جسمانی حالت کا جائزہ لیں۔

ڈوبتے ہوئے کو بچانے کی ترتیب

ہر تیراک کو بنیادی واٹر ریسکیو کی تربیت حاصل کرنی چاہیے۔ہر تیراک کو سی پی آر اور فرسٹ ایڈ سیکھنی چاہیے۔ہمیشہ حفاظتی قواعد پر عمل کریں۔کبھی بھی اپنی جان کو غیر ضروری خطرے میں نہ ڈالیں۔سب سے پہلے اپنی حفاظت کو یقینی بنائیں۔گھبراہٹ سے بچیں اور صورتحال کا فوری جائزہ لیں۔فوراً مدد کے لیے بلند آواز میں پکاریں۔قریب موجود لائف گارڈ یا ذمہ دار شخص کو اطلاع دیں۔

اگر ممکن ہو تو ایمرجنسی سروس کو فوراً کال کریں۔ڈوبتے ہوئے شخص پر مسلسل نظر رکھیں۔شخص کی درست جگہ کو ذہن میں محفوظ رکھیں۔

پانی میں کودنے سے پہلے بچاؤ کا محفوظ طریقہ تلاش کریں۔بغیر تربیت کے براہ راست پانی میں نہ کودیں۔اگر ممکن ہو تو کنارے سے ہاتھ بڑھا کر مدد کریں۔لمبی چھڑی، پول یا رسی استعمال کریں۔لائف بوئے یا کوئی تیرنے والی چیز پھینکیں۔

شخص کو ہدایت دیں کہ وہ تیرنے والی چیز کو مضبوطی سے پکڑے۔اگر کشتی دستیاب ہو تو کشتی کے ذریعے قریب جائیں۔ہمیشہ Go, Row, Throw,Reach کے اصول پر عمل کریں۔صرف آخری حل کے طور پر پانی میں جائیں۔ پانی میں جانے سے پہلے کسی دوسرے شخص کو اطلاع ضرور دیں۔ممکن ہو تو ریسکیو فلوٹ ساتھ لے کر جائیں۔

ڈوبتے ہوئے شخص کے سامنے سے قریب نہ جائیں۔جہاں ممکن ہو پیچھے یا پہلو سے قریب جائیں۔ڈوبتا ہوا شخص گھبراہٹ میں ریسکیور کو پکڑ سکتا ہے۔اپنا مناسب فاصلہ برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔شخص کو پرسکون آواز میں ہدایات دیں۔اسے کہیں کہ گھبرائے نہیں اور مدد پہنچ رہی ہے۔اگر شخص آپ کو پکڑ لے تو خود کو آزاد کرنے کی تربیتی تکنیک استعمال کریں۔

اپنا سر پانی سے اوپر رکھنے کی کوشش کریں۔شخص کو پشت کے بل تیرانے کی کوشش کریں۔ریسکیو فلوٹ یا بوئے کو درمیان میں رکھیں۔شخص کے سر اور سانس کی حفاظت کو ترجیح دیں۔

شخص کو آہستہ آہستہ محفوظ مقام کی طرف لائیں۔تیز جھٹکوں یا غیر ضروری زور سے گریز کریں۔اگر ریڑھ کی ہڈی کی چوٹ کا شبہ ہو تو سر اور گردن کو حرکت نہ دیں۔

کنارے تک پہنچنے پر دوسروں کی مدد حاصل کریں۔شخص کو احتیاط سے پانی سے باہر نکالیں۔فوراً سانس اور ہوش کا جائزہ لیں۔ سینے کی حرکت کو دیکھیں۔ سانس کی آواز سنیں۔ ہوا کے اخراج کو محسوس کریں۔اگر شخص سانس لے رہا ہو تو اسے آرام دہ حالت میں رکھیں۔ گیلے کپڑوں اور ٹھنڈ سے بچانے کا انتظام کریں۔

اگر شخص بے ہوش لیکن سانس لے رہا ہو تو ریکوری پوزیشن میں رکھیں۔مسلسل اس کی نگرانی کرتے رہیں۔اگر سانس موجود نہ ہو تو فوراً سی پی آر شروع کریں۔کسی دوسرے شخص سے ایمبولینس بلوانے کو کہیں۔ضرورت ہو تو خودکار ڈیفبریلیٹر استعمال کریں۔سی پی آر طبی امداد آنے تک جاری رکھیں۔اگر شخص ہوش میں آجائے تب بھی طبی معائنہ کروائیں۔ پانی پھیپھڑوں میں جانے کی علامات پر نظر رکھیں۔کھانسی، سانس کی تکلیف یا سینے میں درد کو نظرانداز نہ کریں۔حادثے کی مکمل معلومات طبی عملے کو فراہم کریں۔بچاؤ کے بعد اپنی جسمانی حالت کا بھی جائزہ لیں۔ریسکیو کے دوران استعمال شدہ سامان کو دوبارہ چیک کریں۔

بقیہ صفحہ ۳۰ پر

کارگزاری شعبہ جات

شعبہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لدعوۃ الایمان

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج کراچی کے ضلع عبدالرحمن کے نمائندہ بھائی سلیم کی شوریٰ کے رابطہ کار نومسلم کی دعوت پر دو بالغ اور چار نابالغ افراد پر مشتمل فیملی قبول اسلام کے لیے تیار ہوئی۔

رشیدیہ مرکز میں منتظمین اور دیگر ذمہ داران کی موجودگی میں اس خاندان نے اسلام کی حقانیت کو قبول کرتے ہوئے برضا و رغبت کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

چوبیس جولائی بروز جمعہ، جامع مسجد توحید، ٹی پی ٹو اسٹاف کالونی محمود آباد کراچی میں بھائی اسماعیل کی دعوتی محنت سے ایک سابقہ مسیحی میاں بیوی (ایک جوڑا عمر 50 سال کے قریب) نے اسلام کی حقانیت کو قبول کرتے ہوئے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر نومسلم جوڑے کی حوصلہ افزائی اور ابتدائی رہنمائی کے لیے ایک بابرکت مجلس منعقد ہوئی۔ بعد ازاں مولانا محمد اصغر مرتضیٰ صاحب نے نومسلم جوڑے سے کلمۂ طیبہ پڑھوایا اور تجدیدِ نکاح کروایا۔

الحمدللہ! یکم اگست 2026، ضلع کورنگی، جامع مسجد محمدی کراچی میں مقامی داعی بھائی ارمان کی دعوتی کوشش سے آج ایک نوجوان مسیحی نے برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا۔ سابقہ نام رافیل تھا، جبکہ اسلامی نام عبدالرافع تجویز کیا گیا۔ امامِ مسجد مولانا محمد خلیل اللہ صاحب نے انہیں کلمۂ اسلام اور ایمانِ مجمل پڑھایا۔ بنیادی مواخات اور دینی تربیت کی ذمہ داری بھائی ارمان نے لی۔

شعبہ المؤمنات

الحمدللہ! تین روزہ اجتماعات کا سلسلہ مکمل ہو گیا، اجتماعی کارگزاری حاضر خدمت ہے:

کل اجتماعات: 17......کل شریک خواتین: 6670......کل رکنیت: 1891......اب تک کی کل

اجتماعی رکنیت:20319

شعبہ السنۃ الحجامہ پنجاب

کل مستفید:12000......کل پوائنٹس:70000

آئندہ مسنون تاریخوں میں پانچ ہزار افراد کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ان شاء اللہ

شعبہ مشی للہ و درود ابراہیمی

(1)صوبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مشی للہ مقامات199......شرکاء6022......درود ابراھیمی مقامات264......شرکاء178,4

(2)صوبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مشی للہ مقامات129......شرکاء943......درود ابراھیمی مقامات458......شرکاء1875

(3)صوبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مشی للہ مقامات71......شرکاء768......درود ابراھیمی مقامات241......شرکاء781,6

(4)صوبہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مشی للہ مقامات65......شرکاء164......درود ابراھیمی مقامات153......شرکاء528

(5)صوبہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مشی للہ مقامات64......شرکاء895......درود ابراھیمی مقامات107......شرکاء1473

(6)صوبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مشی للہ مقامات49......شرکاء126......درود ابراھیمی مقامات100......شرکاء574

(7)صوبہ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ

مشی للہ مقامات29......شرکاء63......درود ابراھیمی مقامات43......شرکاء184

ان کے علاوہ باقی مقامات ملا کر کل مشی للہ مقامات 657......شرکاء 9372......درود ابراھیمی مقامات1720......شرکاء16920......الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادعیہ نبویہ (صلوٰۃ اللہ علیٰ صاحبہا)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ... اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ یااللہ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور مجھے جہنم سے پناہ عطاء فرمادیجئے۔

۱ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت کا سوال کیا تو جنت کہتی ہے: یااللہ! اسے جنت میں داخل فرمادیجئے اور جو جہنم سے تین بار پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے: یااللہ! اسے جہنم سے خلاصی عطاء فرمادیجئے۔

ترمذی، رقم 2772

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ

ترجمہ یااللہ! میں آپ سے اس واسطے سوال کرتا ہوں کہ آپ کے لئے ہی تمام تعریف ہے، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، (آپ) بہت زیادہ احسان فرمانے والے ہیں، آسمان وزمین کو پیدا فرمانے والے ہیں، اے بزرگی وبخشش والے! اے زندہ قائم رکھنے والے!

ابوداود، رقم: 1495

۲ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تشریف فرما تھے اور (قریب ہی) ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کے بعد انہوں نے مذکورہ دعاء مانگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نے یہ دعاء سنی تو) فرمایا: بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے واسطے سے دعاء کی ہے جس کے واسطے سے دعاء کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اگر کچھ مانگا جائے تو عطاء کرتے ہیں۔

”مدینہ مدینہ“ علم، بصیرت اور اصلاح کا معتبر جریدہ

الحمدللہ! ”مدینہ مدینہ“ اپنے معزز قارئین کی علمی، دینی اور فکری ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایسے معیاری، مستند اور اصلاحی مضامین پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں فکر و عمل کی صحیح سمت متعین کرتے ہیں۔ ہمارا عزم یہ ہے کہ یہ رسالہ آپ کی دینی رہنمائی، فکری تربیت اور عملی زندگی کے لیے ایک قابلِ اعتماد رفیق ثابت ہو۔ اسی مقصد کے تحت شمارے میں کئی نئے اور مفید مستقل سلسلوں کا آغاز کیا جا رہا ہے تاکہ رسالہ اپنے علمی و دعوتی افادے میں مزید وسعت اختیار کرے اور قارئین کے لیے مزید افادیت اور دلچسپی کا باعث بنے۔ شمارے میں ”قرآن کے سائے میں“ اور ”الفیہ“ کے تحت قرآن و سنت سے منتخب رہنمائی، ”ورثۃ الانبیاء“ میں اکابرِ امت کی حیات و خدمات، ”فاتحین“ میں اسلام کے عظیم مجاہدین کی ایمان افروز داستانیں، ”گوشۂ المومنات“ میں خواتین کی دینی و اخلاقی تربیت، جبکہ ”الاخبار“ میں مسلم دنیا کی مستند اور اہم خبریں پیش کی جائیں گی۔

ہمیں یقین ہے کہ ان نئے سلسلوں کی شمولیت سے ”مدینہ مدینہ“ نہ صرف پہلے سے زیادہ جامع، مؤثر اور معلوماتی بنے گا بلکہ ہر ایک کے لیے ایک مفید علمی سرمایہ ثابت ہوگا۔ ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالے کا خود بھی باقاعدگی سے مطالعہ فرمائیں، اپنے اہلِ خانہ اور دوستوں کو بھی اس سے روشناس کرائیں اور علم و دعوت کے اس مبارک سفر میں ہمارے معاون و شریک بنیں۔

محترم قارئین کرام! رسالے کے صفحات میں اضافے، نئے مستقل سلسلوں کی شمولیت اور بہتر طباعتی معیار کے پیشِ نظر اس کی قیمت میں معمولی اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے۔ رسالے کی قیمت بڑھا کر 40 روپے کر دی گئی ہے۔ قارئین کرام سے تعاون کی درخواست ہے۔ شکریہ

ادارہ